AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

The Theological Doctrines of Sayyid Ali al-Hujwiri (Dātā Ganj Bakhsh): A Critical Study Based on Kashf al-Maḥjūb

حضرت سید علی ہجویریؒ کے اعتقادی افکار: کشف المحجوب کی روشنی میں ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Dr. Hafiz Khalil Ahmad Qadri
PhD in Islamic Studies, College of Shariah & Islamic Sciences, Minhaj University, Lahore,
Islamic Scholar and Educator, Teaching Dars-e-Niẓāmī syllabus at Jamia Hajveria since 1998
docterkhalilahmed@gmail.com

Abstract

This research paper presents a critical and analytical study of the theological doctrines of Sayyid Ali al-Hujwiri, widely known as Dātā Ganj Bakhsh, with particular reference to his seminal work Kashf al-Maḥjūb. As one of the earliest and most influential Sufi scholars in the Indian subcontinent, al-Hujwiri's contributions to Islamic theology, Sufism, and spiritual pedagogy remain foundational to South Asian Islamic thought. While Kashf al-Maḥjūb is traditionally celebrated for its exposition of Sufi concepts, it also serves as a rich source of theological insights, particularly concerning matters of belief such as tawḥīd (divine unity), risālah (prophethood), eschatology, divine attributes, the status of the Companions, sainthood (wilāyah), and other core components of Sunni orthodoxy. The study investigates how al-Hujwiri articulates and defends these doctrines within the framework of mainstream Ahl al-Sunnah wa'l-Jamā'ah theology while simultaneously integrating spiritual interpretations rooted in the Sufi tradition. Using textual analysis of Kashf al-Maḥjūb and relevant secondary sources, the paper explores al-Hujwiri's approach to theological discourse, his alignment with traditional Sunni creed, and his critique of opposing views such as anthropomorphism (tajsīm), rationalist excesses, and esoteric deviation. The research also considers the methodological balance he maintains between scholastic theology ('ilm al-kalām) and experiential knowledge (ma'rifah), portraying him as a unifying figure between reason and spiritual intuition. This study concludes that Sayyid Ali al-Hujwiri's theological thought represents a harmonious synthesis of creed and spirituality, grounded in orthodoxy yet infused with inner depth. His contribution provides not only an intellectual response to

theological controversies of his time but also a timeless model for integrating Sufi insights with Islamic belief. The findings of this paper contribute to the broader understanding of classical Islamic theology in the Sufi context and reaffirm al-Hujwiri's position as a pivotal figure in the transmission of authentic Islamic doctrines in the Indo-Muslim world.

Keywords: Sayyid Ali al-Hujwiri, Kashf al-Mahjub, Islamic Theology, Sufism, Sunni Creed

تمہید

اسلامی فکر و فلسفہ میں عقائد کا باب نہایت بنیادی حیثیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ دین کے نظریاتی ڈھانچے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ہر دور میں اہل علم نے اسلامی عقائد کی تشریح، توضیح اور دفاع کا فریضہ سر انجام دیا، خصوصاً جب ان عقائد کو داخلی یا خارجی سطح پر چیلنجز کا سامنا ہوا۔ اسلامی عقائد کے تحفظ اور اشاعت میں صوفیہ کرام نے جو کردار ادا کیا، وہ بعض اوقات نظر انداز کر دیا جاتا ہے، حالانکہ ان کی تعلیمات کا ایک مضبوط ستون درست عقیدہ اور اس کی روحانی تفسیر پر قائم ہوتا ہے۔ ان صوفیہ میں حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، نہ صرف ایک عظیم صوفی بزرگ اور داعی اسلام تھے بلکہ ایک جید عالمِ دین بھی تھے جنہوں نے اپنے دور کے فکری و اعتقادی انحرافات کے خلاف مضبوط علمی موقف اختیار کیا۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب، جہاں تصوف کے اسرار و رموز کا سرچشمہ ہے، وہیں اس میں عقائدِ اسلام کی صوفیانہ تعبیر بھی نہایت سلیقے اور گہرائی کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان کی تحریر میں توحید، رسالت، صفاتِ باری تعالیٰ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ولایت، معاد اور دیگر عقائد کی ایسی وضاحت ملتی ہے جو نہ صرف اہل سنت و جماعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے بلکہ روحانی شعور کو بھی جلا بخشتی ہے۔ یہ تحقیق اسی فکری و روحانی ورثے کو علمی انداز میں جانچنے اور پرکھنے کی کوشش ہے۔ اس میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، کے ان اعتقادی افکار کو کشف المحجوب کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے جو آج کے فکری و عقیدتی چیلنجز کے مقابل ایک مستند راہ نمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد صرف ان کے اقوال کا تکرار نہیں بلکہ ان میں پوشیدہ فکری استدلال، عقلی بنیاد اور روحانی گہرائی کو نمایاں کرنا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، محض ایک صوفی نہیں بلکہ ایک اصولی عقائدی مفکر و محقق بھی تھے۔

تعارف

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، جنہیں داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے اولین صوفی مبلغین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نہ صرف روحانی تربیت کے عظیم مرکز کے بانی تھے بلکہ ایک بلند پایہ عالم، مصنف اور فکری راہ نما بھی تھے۔ آپ کی معروف تصنیف کشف المحجوب کو اسلامی تصوف کے انسائیکلوپیڈیا میں شمار کیا جاتا ہے، جس میں نہ صرف تصوف کے اصول و نظریات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے بلکہ اسلامی عقائد پر بھی مدلل اور علمی گفتگو کی گئی ہے۔ کشف المحجوب کے مطالعے سے یہ حقیقت عیاں آتی ہے کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، ایک ایسے صوفی عالم تھے جنہوں نے عقائدِ اسلام کی وضاحت میں متکلمین کے منطقی اور فلسفیانہ اسلوب کو صوفیانہ تجربے کے ساتھ ہم آہنگ کیا۔ ان

کے بیانات نہ صرف اہل سنت وجماعت کے اصولی عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں بلکہ اس میں انحرافی افکار و نظریات کی تردید بھی پائی جاتی ہے، جیسے کہ تجسیم، حلول، اتحاد، یا عقلِ محض پر مبنی دینی تعبیرات۔ آپ نے علمِ کلام اور تصوف کے مابین ایک فکری پل قائم کیا جو آج کے فکری خلفشار میں بھی ایک معتدل اور جامع راستہ پیش کرتا ہے۔ موجودہ دور میں جب اسلامی عقائد کو کبھی عقلیت پسندی کی آڑ میں، اور کبھی روحانیت سے ہٹ کر سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے، تو ایسی علمی شخصیات کی تعلیمات کو نئے تناظر میں پیش کرنا نہایت ضروری ہو گیا ہے، جنہوں نے عقیدہ اور روحانیت کے مابین توازن پیدا کیا۔ اس ضمن میں حضرت علی ہجویری ﷫ کی اعتقادی فکر کو سمجھنا اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ نہ صرف برصغیر کی اسلامی فکری روایت کا ابتدائی و معتبر سرچشمہ ہے، بلکہ بین الاقوامی صوفیانہ اور عقائدی مکالمے میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

یہ تحقیق اس مقصد کے تحت کی گئی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش ﷫ کے عقائد کو ان کے اصل ماخذ (کشف المحجوب) کی روشنی میں پرکھا جائے، اور ان افکار کا نہ صرف علمی و تنقیدی جائزہ لیا جائے، بلکہ ان کی موجودہ فکری اہمیت کو بھی نمایاں کیا جائے۔

عقائد حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ نمبر ا: عقیدہ توحید

عصر حاضر میں عقیدہ توحید کے متعلق لوگوں نے بہت سارے شبہات پیدا کر دیے جس وجہ سے حضرت شیخ علی ہجویری ﷫ کا عقیدہ توحید بیان کرنا لازمی ہے آپ کشف الحجاب الثانی فی التوحید میں فرماتے ہیں:

بدانکه وی تعالی یکی ست که وصل وفصل نپذیردوئی بروی روانباشدویگانگی وی عددی نیست ومحدودنیست تاوی راشش جہات باشد وہرجہتی راجہتی دیگرست و ایں اثبات بی نہایت باشدوی رامکان نیست و اندرمکان بایستی وحکم فعل وفاعل وقدیم ومحدث باطل شدی وعرضی نیست تامحتاج جوہری نیست که وجودش جزباچون خودی درست نیاید طبعی نیست تامبدای حرکت وسکون باشد وروحی نیست تاحاجت مند بنیستی باشد وجسمی نیست تاازاجزاء مؤلف بودو اندر چیزہابچیزی حال نیست تاجنس چیزہا بودوہیچ چیزوی را پیوند نیست تاآں چیزجزوی ازوی بود بری است از ہمه نقصان ونقایص پاک از ہمه آفات ومتعالی از ہمه عیوب وی رامانندی نیست تااو بامانندہ خوددوچیز باشد وفرزندنداردتانسل وی اقتضای اصل وی کند وتغیربرذات وصفات وی روانیست تاوجودوی بدان متغیرشودویا درحکم وی متغیرگرددموصوف ست بصفات کمال آں صفاتی که مؤمناں وموحداں مراورابحکم بصیرت اثبات کنندکه وی خود رابداں صفت کرده است[1]

جان لیجیے کہ وہ اللہ تعالی ایسا ایک ہے جو کہ وصل و فصل کو قبول نہیں کرتا اس پر دوئی (اس کے ساتھ کسی دوسرے کا ہونا) جائز نہیں اس کی وحدانیت عددی نہیں اور وہ محدود نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کی شش جہات (چھ جہتوں) میں سے کوئی معین جہت نہیں کیونکہ ہر جہت کیلئے ایک اور جہت ہوتی ہے اور اس طرح غیر متناہی جہات ماننی پڑیں گی۔ نہ اس کیلئے کوئی مکان ہے اور نہ وہ کسی مکان کا مکین ہے کیونکہ وہ اگر کسی مکان میں متمکن ہو تو پھر اس مکان کیلئے کوئی اور مکان ماننا پڑے گا جس کے نتیجہ میں فعل، فاعل، قدیم اور حادث کا حکم باطل ہو جائے گا۔ اللہ تعالی عرض نہیں ہے کیونکہ اگر عرض ہوتا تو جوہر کا محتاج ہوتا اور دو حالتوں میں اپنے ایک محل میں باقی نہ رہتا۔ اللہ تعالی جوہر نہیں اگر جوہر ہوتا تو اس کا وجود اپنی مثل دوسرے جوہر کے بغیر صحیح نہ ہوتا۔ اللہ تعالی طبعی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ طبعی ہوتا تو سکون اور حرکت کا مبدا بنتا۔ وہ روح نہیں کہ جسم کا محتاج ہو وہ جسم نہیں اگر وہ جسم

ہو تاتواجزاء سے مرکب ہو تاوہ چیزوں میں سے کسی چیز کے اندر حلول کیے ہوئے نہیں ہے اگر وہ ایسا ہو تاتو پھر دوسری چیزوں کی جنس بن جاتا۔ کسی چیز کے ساتھ اس کا پیوند نہیں اگر ایسا ہو تاتووہ چیز اللہ کی جزوبن جاتی وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفات سے پاک اور تمام عیوب سے بلند ہے اس کی مثل کوئی نہیں کہ وہ اپنی مثل کے ساتھ مل کر دوہو جائے اس کی کوئی اولاد نہیں کہ وہ اولاد اپنے اصل کا تقاضا کرے۔اس کی ذات وصفات پر تغیر و تبدل نہیں کہ اس کاوجود تغیر و تبدل کی وجہ سے متغیریااس کے حکم میں ہو جائے ان تمام صفات کمال سے متصف ہے جو مؤمنین اور موحدین نے اپنی بصیرت سے اس کیلئے ثابت کیں اس لیے کہ اس نے ان صفتوں سے خوداپنے آپ کو متصف بتایاہے۔

عقیدہ نمبر ۲: انبیاءاولیاءسے افضل ہیں

یہ جمہوراہلسنت کا موقف حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایاجبکہ فرقہ حشویہ کا مذہب ہے کہ اولیاء کرام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں چنانچہ آپ بحث الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء میں لکھتے ہیں:

لاجرم ولایت را بدایت ونہایت است ونبوت رانیست نابودندنبی بودندوتاباشندنبی باشندوپیش ازانکه موجودنبوده اندواندرمعلوم ومراد حق تعالی ہماں بود(2)

یقینی طور پر ولایت کیلئے ابتداوانتہادونوں ہیں نبوت کیلئے نہیں چنانچہ نبی جب معرض وجود میں آئے تونبی تھے جب تک رہے نبی بن کے رہے اور جب تک دنیامیں نہیں آئے تھے اس وقت اللہ کے ارادہ میں نبی ہی تھے۔

نیز آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ولی مخصوص ا ست بکرامت ونبی بمعجزات والمعجزة لم تکن بعینہاانماکانت معجزة لحصولہا ومن شرطہما اقتران دعوی النبوة بہما فالمعجزات تختص للانبیاءوالکرامات تکون للاولیاء وچوں ولی باشدونبی میاں ایشان ہیچ شبہت نباشدتاازیں احترازباید کردکه شرف ومراتب پیغامبران علیہم السلام بعلورتب وصفای عصمت است نه بمجرد معجزه یاکرامت یاباظہاربر ایشاں فعل ناقض عادت(3)

ولی کرامت کے ساتھ مخصوص ہو تاہے اور نبی معجزات کے ساتھ اور ہر معجزہ بذات خود معجزہ نہیں ہو تابلکہ معجزہ اپنے حصول کے لحاظ سے معجزہ ہو تاہے۔ معجزہ کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ دعوی نبوت کے ساتھ ملاہواہو پس معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اور کرامات اولیاء کی ہوتی ہیں اور چونکہ ولی ولی ہے اور نبی نبی ہو تاہے ان کے درمیان کوئی مشابہت نہیں ہوتی کہ اس مشابہت سے احتراز کرناپڑے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت کادارومداران کابلند مرتبہ اور صفاکے لحاظ سے معصوم ہوناہے نہ کہ محض معجزہ یاکرامت یاخرق عادت امور کو ظاہر ہونے سے۔

فرقہ حشویہ کا یہ مذہب ہے کہ اولیاءانبیاء سے افضل ہیں شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و ایشاں گویندکه اولیاءفاضل ترازانبیاءاندو ایں ضلالت مر ایشاں راکفایت بودکه جاہلی را فاضل ترازمحمد مصطفی ﷺ می گویند(4)

حشویہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں ان کی گمراہی کیلئے یہی کافی ہے کہ ایک جاہل کو حضرت محمد ﷺ پر فضیلت دیتے ہیں۔

اور آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

پس یک نفس انبیاعلی نبیناوعلیہم السلام فاضل ترازہمہ روزگاراولیاء(5)

پس انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک سانس دنیابھر کے اولیاء کے مقابلے میں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مزید براں ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں:

بدانکہ اندرہمہ اوقات واحوال باتفاق جملہ مشایخ ایں طریقت اولیاءمتابعان پیغمبر انندومصدقان دعوات ایشان و انبیاء فاضل ترنداز اولیاء از انچہ نہایت بدایت نبوت باشدوجملہ انبیاءولی باشد امااز اولیاء کسی نبی نباشد(6)

توجان لے!اس طریقت کے تمام مشائخ کااس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاءہر حال میں انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکار ہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے پیغامات کی تصدیق کرتے ہیں۔انبیائے کرام علیہم السلام اولیاءسے افضل ہوتے ہیں کیونکہ جہاں جاکے ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے جتنے بھی انبیاءہیں وہ ولی ضرور ہوتے ہیں مگر کوئی ولی (محض ولی) نبی نہیں ہو سکتا۔

نیز آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

پس انبیاءداعیان اندو ایمہ اولیاءمتابعان ایشان باحسان ومحال بودکہ ماموم از امام فاضل تربود(7)

پس انبیاء کرام علیہم السلام دعوت دینے والے اور امام ہیں اور اولیاءاچھے طریقے سے ان کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ محال ہے کہ مقتدی اپنے امام سے افضل ہو جائے۔

عقیدہ نمبر ۳:ترتیب خلفاءراشدین اور نظریہ سید ہجویر

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خلیفہ اول بلافصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

حضرت سیدناابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

امام دین ہمہ مسلمانان ویست عام وامام اہل ایں طریقت ویست وخاص رضی اللہ عنہ

عمومی طور پر حضرت سیدناصدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی ہیں اور خصوصی طور پر اہل طریقت کے امام بھی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

سرہنگ اہل ایمان،صعلوک اہل احسان، امام اہل تحقیق، اندربحرمحبت غریق(8)

سردار اہل ایمان پیشوا،پیشوا ارباب احسان،امام اہل تحقیق،محبت کے سمندر میں غریق

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

گوہرگنج حیا،اعبد اہل صفا، متعلق بہ درگاہ رضا، متحلی بطریق مصطفیٰ ﷺ(9)

حیاکے خزانہ کے موتی،اہل صفاکے سب سے زیادہ عبادت گزار،ہر وقت درگاہ کبریاسے وابستہ،رسول اکرم ﷺ کی سنت سے آراستہ وپیراستہ

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں لکھتے ہیں:

برادرمصطفیٰ، غریق بحربلا، حریق نارولا، مقتدائے جملہ اولیاءواصفیاء(10)

مصطفیٰ ﷺ کے بھائی، آزمائشوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے، محبت خداوندی کی آگ میں جلے ہوئے، تمام اولیاءواصفیاء کے مقتداء

عقیدہ نمبر ۴: خلیفہ اول بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

شیخ علی ہجویری حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء تسلیم کرتے ہیں آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا جو عنوان لکھا ہے اس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے القاب میں سے یہ لقب بھی تحریر کیا ہے:

ازبعدانبیاخیرالانام(11)

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل

آپ نے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی نہیں مانا بلکہ افضل الخلق بعد الانبیا علیہم السلام بھی تسلیم کیا ہے یہاں تک کہ آپ نے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الخلائق بعد الانبیاء علیہم السلام بھی تسلیم کیا ہے اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقدم جمیع خلائق است از بعد انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین وروانباشد کہ کسی قدم اندر پیش وی نہد (12)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام خلائق پر مقدم ہیں اور کسی کیلئے آپ سے قدم آگے رکھنا جائز نہیں ہے۔

عقیدہ نمبر ۵: مذہبی سیاسی امام طریقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جمیع امت مسلمہ کا امام طریقت قرار دیا بلکہ جمیع مسلمانوں کے دین کا بھی امام قرار دیا اور ساتھ ساتھ اس کی شرائط اور وجوہات کو بھی بیان کیا:

ازانچه صفارااصلی وفرعی است اصلش انقطاع دل است ازاغیاروفرعش خلوت دل ا ست ازدنیا غدارو ایں ہردوصفت صدیق اکبراست ابوبکرعبداللہ بن ابی قحافه رضی اللہ عنہما ازانچه امام اہل ایں طریقت اوبود(13)

اس لیے کہ صفا (تصوف و تزکیہ باطن) کی ایک اصل (جڑ) ہے اور ایک فرع (شاخ) ہے صفا کی اصل اغیار سے دل کا منقطع ہونا ہے اور صفا کی فرع دل کا دنیائے غدار سے خالی ہونا ہے اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کو حاصل تھیں اس بنیاد پر آپ اہل طریقت کے امام قرار پائے یہی وجہ ہے:

ان الصفاصفة الصديق

ان ارد ت صوفيا على التحقيق

اگر تو واقعی صوفی ہونے کا متلاشی ہے تو یاد رہے کہ صوفی کی شان صفا تو صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں تھی۔

یاد رہے کہ شیخ علی ہجویری نے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "شیخ الاسلام" کہا واز بعد انبیاء خیر الانام کہا امام وسید اہل تجرید کہا شہنشاہ ارباب تفرید کہا اور امام طریقت کہا وہاں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مقتدائے اولیاء واصفیاء بھی کہا۔ یاد رہے کہ آپ کی ان عبارات میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک علی الاطلاق امام طریقت تھے اور حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے درجہ میں اور سلاسل طریقت کو فیض رسانی میں اولیاء وصوفیاء کے مقتدا و پیشوا ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ نے جمیع مسلمانوں کے دین کا امام بھی قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو:

امام دین ہمہ مسلمانان ویست عام وامام اہل ایں طریقت ویست وخاص رضی اللہ عنہ (14)

عمومی طور پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی ہیں اور خصوصی طور پر اہل طریقت کے امام بھی ہیں۔

عقیدہ نمبر۶: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مولائے کائنات کے داماد تھے

حضرت شیخ علی ہجویری امام بخاری اور دیگر حضرات کا نظریہ یہی ہے کہ آپ کی شہزادی حضرت ام کلثوم بنت سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہما آپ کے نکاح میں تھیں۔ چنانچہ کشف المحجوب میں حضرت شیخ علی ہجویری باب آدابہم فی التزویج والتجرید میں یہ روایت لائے ہیں:

اندرخبراست که عمربن خطاب رضی الله عنه مر ام کلثوم رضی الله عنہا راکه دخترفاطمه بنت محمد مصطفی ﷺ ورضی الله عنہماخطبه کردازپدرش علی بن ابی طالب رضی الله عنه وکرم الله وجہه علی گفت اوبس خرداست وتومردپیری ومر انیت آں است که او رابرادرزاده خود خواہم دادعبدالله بن جعفرعمرکس فرستاد یااباالحسن! اندرجہان زنان بزرگ بسیارند ومراد من ازام کلثوم نه دفع شہوت است که اثبات نسل است که ازپیغمبرﷺ شنیدم کل حسب ینقطع بالموت الاحسبی ونسبی ویروی کل سبب ونسب الی سببی ونسبی اکنون مراسبب ہست بایدم که نیست نیز باشد تاہردوطرف متابعت وی محکم گردانیده باشم علی رضی الله عنه ام کلثوم رابعمردادوزید بن عمرازوی بیامد رضی الله عنه (15)

حدیث میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہما سے نکاح کی درخواست ان کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ وہ صغیرہ ہے اور آپ معمر ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے اس کا نکاح کر دوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ اے ابو الحسن رضی اللہ عنہ! دنیا میں بڑی عمر والی عورتیں بہت ہیں ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے میری نیت دفع شہوت نہیں بلکہ نسب ثابت کرنا مراد ہے اس لیے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کل حسب و نسب ینقع بالموت الا نسبی و حسبی موت سے تمام نسب و حسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا نسب و حسب۔ اور ایک روایت میں کل سبب و نسب ینقطع الا سببی و نسبی ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا سبب اور نسب۔ اب مجھے سبب تو حاصل ہے نسب آپ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ دونوں طرفوں کو نبی اکرم ﷺ کی پیروی سے مستحکم کرنے والا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں دے دیں پھر حضرت ام کلثوم سے حضرت زید بن عمر متولد ہوئے۔

مزید اس کی وضاحت کشف المحجوب کے نسخہ تہران کے صفحہ نمبر ۳۱۵ کے حاشیے میں یوں ہے:

ام کلثوم رضی الله عنہا یک پسرویک دختر ازعمررضی الله عنه داشت زیدورقیه زیدبن عمررضی الله عنہما رابواسطه پدروجدبزرگوارش ذوالہلالین می گفتند (16)

کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی بیٹے کا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تھا رضی اللہ عنہما حضرت زید بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے عظیم نانا (سرور کائنات ﷺ) اور عظیم باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے "ذوالہلالین" یعنی دو چاندوں والے کہلاتے تھے۔

عقیدہ نمبر۷: در حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اس نظریہ کے قائل ہیں کہ یزید کی وجہ سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن ناروا ہے بلکہ آپ نے آپ کے نام سے قبل امیر المؤمنین لکھنے کا اہتمام فرمایا:

گفتدکه امیرالمؤمنین (معاویه) ازتوعذرمی خواہد[17]

اے نواسہ رسول (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ سے معذرت چاہتے ہیں۔

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں یزید کے بارے میں اپنے سخت جذبات کا اظہار ضروری سمجھا وہاں دوسری جانب آپ نے شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع لازم سمجھا ایک طرف آپ نے سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لعن شخصی کے اصول کو ملحوظ رکھا دوسری طرف یزید کو کوئی گنجائش دینا مناسب نہ سمجھا چنانچہ آپ نے لعنۃ اللہ کی جگہ اخزاہ اللہ (اللہ یزید کو رسوا کرے) لکھا۔ سوال مقدر پیدا ہوا کہ یزید بن معاویہ کے لفظ کے بعد جب اخزاہ ذکر کیا تو ضمیر منصوب (ہ) کو قرب کی بنیاد پر کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نہ راجع کر بیٹھے اس لیے آپ نے بڑی حکمت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ دروازہ بھی بند کر دیا اور محض اس مقصد کیلئے آپ نے دون ابیہ کے الفاظ کا اضافہ کیا کہ یزید رسوا ہو نہ کہ اس کے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ اس لیے تہران سے چھپنے والے بعض نسخوں میں شریر لوگوں نے دون ابیہ کے الفاظ کو ختم کر دیا اب ہم مترجمین کے تراجم کا بھی محاکمہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ترجمہ ابوالحسنات قادری

یزید،بن معاویه علیه مایستحقه اخزاه دون ابیه[18]

۲۔ترجمہ عبدالحکیم خان نشتر جالندھری

یزید،بن،معاویہ علیہ مایستحق (اس پر وہ کچھ ہے جس کا وہ سزاوار ہے) اخزاہ اللہ دون ابیہ خدا اسے اس کے باپ کو چھوڑ کر رسوا کرے۔[19]

۳۔ترجمہ الطاف حسین نیروی

اللہ تعالیٰ یزید پر وہ چیز نازل کرے جس کا وہ مستحق ہے اللہ یزید کو اس کے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا ذلیل کرے۔[20]

۴۔ترجمہ واحد بخش سیال

یزید بن معاویہ (خدا اس کو رسوا کرے نہ کہ اس کے والد کو)[21]

۵۔الحاج بشیر حسین ناظم

اللہ اسے اس کے والد کے سوا ذلیل وخوار کرے۔[22]

۶۔غلام معین الدین نعیمی

یزید بن امیر معاویہ (علیہ مایستحقہ اخزاہ اللہ دون ابیہ)[23]

۷۔مولوی فیروزالدین

اخزاہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے)[24]

موجودہ اردو تراجم میں سے چھ تراجم اس تحریف سے پاک ہیں جبکہ دیگر دس کے قریب مترجمین نے ایرانی ناشرین مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان کے نسخہ فارسی میں تحریف یوں کی کہ دون ابیہ کو حذف کر کے سیدنا امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دشمنی کا ثبوت دیا ہے اب مزید شبیہ بے ادبی کا دروازہ بھی بند کرنے کیلئے ہم دون کے لفظ کا استعمال کتنے معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کی وضاحت کرتے ہیں:

ا۔ سو اعلاوہ

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:

وادعوا شہداء کم من دون اللہ (25)

تم قرآن کی مثل لانے کیلئے اللہ کے علاوہ تمام گواہوں۔ مددگاروں کو بلالو

اب اخزاہ اللہ دون ابیہ کا معنی بنے گا کہ اللہ یزید کو رسوا کرے والد گرامی کے علاوہ پکڑ نالینا۔ اہل عرب کا مقولہ ہے: دونک ہذا اصلہ خذہ من دونک اسکا مطلب اس کو تم پکڑو۔ اب کشف المحجوب کی عبارت کا مطلب ہو گا کہ اللہ تعالی رسوائی میں یزید کو پکڑے ان کے والد کے پکڑنے کے علاوہ دون کا لفظ مجازاً مرتبہ کو ظاہر کرنے کیلئے بھی آتا ہے جس طرح اہل عرب کا مقولہ زید دون عمر اس کا مطلب زید رتبہ میں عمر سے کم ہے پھر بعد میں اس کا استعمال ہر چیز میں ہونے لگا جو ایک سے دوسرے کی طرف تجاوز کرے جس طرح اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:

لایتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین (26)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا

اس کا مطلب ہے وہ مومنوں سے تجاوز کر کے کفار تک نہ پہنچیں، اب اخزاہ اللہ دون ابیہ، اس کا مطلب ہو گا رسوائی یزید تک رہے ان کے والد گرامی امیر المؤمنین تک اس کی رسوائی نہ ہو۔

عقیدہ نمبر ۸: حضرت امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور محبت حسنین کریمین

حضرات حسنین کریمین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بہت عمدہ تعلقات ادب واحترام کا رشتہ رہا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی آپ احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ شیخ علی ہجویری رقمطراز ہیں:

روزی مردی بنزدیک وی (حسین بن علی) آمد و گفت یا پسر رسول خدای من مرد، درویشم اطفال دارم مرا از تو قوت امشب می باید حسین وی را گفت بنشین کہ مارا رزقی در راہ است تا بیارند بسی بر نیامد کہ پنج صرہ ہزار دینار و گفتند کہ امیر المؤمنین (معاویہ) رضی اللہ تعالی عنہ از تو عذر میں خواہد و می گوید کہ ایں مقدار اندر وجہ کہتران صرف باید کرد تا بر اثر تیار نیکوتر داشتہ آید حسین رضی اللہ عنہ اشارت بدان درویش کرد وآں ہر پنج صرہ بدو دادو وی عذر خواست کہ بس دیر ماندی وایں بس بی خطر عطائی بود کہ یافتی اگر من دانستمی کہ ایں مقدار است ترا انتظار نفرمودی (27)

ایک روز ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! میں نادار و عیالدار ہوں مجھے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آج رات کے کھانے کا انتظار درکار ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بیٹھ جانے کا حکم صادر کیا اور فرمایا ہمارا وظیفہ راستہ

میں آرہا ہے آجائے تو تجھے دے دیں تھوڑی دیر ابھی گزری نہیں تھی کہ پانچ تھیلیاں دیناروں کی لائی گئیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھیجی گئی تھیں ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے لانے والے نے کہا: حضور امیر المؤمنین (معاویہ) رضی اللہ عنہ معذرت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ یہ جو کچھ ہے یہ اپنے غلاموں میں تقسیم کر دیں پھر اس سے بھی زیادہ مال بھیجا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ اس درویش کو پانچوں تھیلیاں دے دی جائیں اور ساتھ ہی عذر خواہی کی کہ میں نے آپ کو بہت دیر بٹھائے رکھا آپ مجھے معاف کر دیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پانچ ہی تھیلیاں آئیں گی تو میں آپ کو ان کے انتظار میں نہ بٹھاتا۔

مزید رقمطراز ہیں:

تاحق ظاہر بود مرحق رامتابع بودوچوں حق مفقود شدشمشیر برکشیدوتاجان عزیزفدای خداوند تعالی نکردنیارمید

(28)

جب تک حق ظاہر تھاتو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بالکل حق کے تابع اور حمایت کرنے والے تھے اور جب حق گم ہو گیاتو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نیام سے تلوار باہر نکال کر سونت لی اور جب تک اپنی جان جان آفریں پر فدا نہ کر دی اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھے۔

اب شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں اشارہ کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کی صلح کے بعد خلافت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک حق سچ تھی اس لیے انہوں نے خلافت معاویہ کی ،اطاعت کی حق کے مفقود ہونے سے آپ کی مراد ہے یزید کا دور حکومت کہ جب حق مفقود ہو گیاتو تب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف شمشیر برہنہ لے کر خروج کیا تادم شہادت آپ نے پھر حق کی جنگ جاری رکھی لہٰذا ان ہستیوں کی آپ میں محبت ہی محبت تھی۔

عقیدہ نمبر ۹:عقیدہ عصمت

انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ گناہوں سے پاک ہیں ان کے علاوہ باقی سب صحابہ کرام اہل بیت اطہار اولیاء میں کسی کو معصوم ماننا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو معصوم مانا جائے تو اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ معصومیت نبوت کی شرط ہے جب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے معصوم ہونے کا قول کیا جائے گا تو یہ دوسروں لفظوں میں معاذ اللہ اس کو نبی ماننے کا قول ہو گا، شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

پیش ازیں گفته ام که اولیاء معصوم نه باشندکه عصمت شرط نبوت است(29)

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ اولیاء کرام معصوم نہیں ہوتے اس لیے کہ عصمت شرط نبوت ہے نہ کہ شرط ولایت مگر اولیاء ہر قسم کی آفات سے محفوظ ضرور ہوتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۰:عقیدہ توسل

اہلسنت کا نظریہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام واولیاء کرام درگاہ الٰہی میں وسیلہ ہیں اوران کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے حضرت شیخ علی ہجویری کا نظریہ بھی یہی تھا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں:

وتوسل واستمدادبدیں حضرت منقبت قیاب ﷺزیارت حضرت سیدالمرسلین ﷺباجماع علماءدین قولاوفعلااز افضل سنن دادکد مستجاب است(30)

وسیلہ چاہنااور مدد طلب کرنا حضور سید المرسلین ﷺ سے باجماع علماء دین قولاً اور فعلاً افضل سنت موکدہ اور مستحب ہے۔(ص۱۴۹)

مزید فرماتے ہیں:

توسل بوے ﷺموجب قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است(31)

حضور ﷺ سے توسل حاجت پوری ہونے کا سبب اور مراد حاصل ہو جانے کا موجب ہے۔(ص۱۵۸)

علامہ احمد صاوی فرماتے ہیں:

فالانبیاء الواسطۃ امہم فی کل شیئ ووا سطتہم رسول اللہ

حضرات انبیاء اپنی امتوں کیلئے وسائط اور وسیلے میں ہر شے میں ان کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

مزید لکھا:

فهوالواسطة لكل واسطة حتى آدم(32)

حضور علیہ السلام ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک آدم علیہ السلام کے۔

شیخ الاسلام علامہ سمہودی وفاالوفاء میں فرماتے ہیں:

مازال الناس یتبرکون بقبور العلماء والشہداء والصالحین وکان الناس یرفعون تراب فی قبر سیدنا حمزہ بن عبد المطلب فی القدیم من الزمان [33]

ہمیشہ سے لوگ علماء، شہداء اور صالحین کی قبروں سے تبرک حاصل کرتے رہے اور سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کی قبر کی مٹی پہلے زمانہ سے اٹھاتے رہے۔

مزید لکھتے ہیں:

اناالاستغاثة والتشفع بالنبی ﷺ وبجاہه ویکتعه الی ربه تعالیٰ من فعل الانبیاء والمرسلین سیرالسلف الصالحین و اقع فی کل حال قبل خلقه وبعدخلقه فی حیاة الدنیویة ومدة للبرزخ وعرضات القیامة [34]

حضور نبی کریم ﷺ سے فریاد طلب کرنا اور سفارش کرنا ان کے وسیلے اور برکت سے درگاہ الٰہی میں حضرات انبیاء و مرسلین اور سلف صالحین کے فعل اور عادت سے ثابت ہے اور ہر حال میں قبل وجود پاک اور بعد موجود شریف زمانہ حیات اور بعد واقع ہے اور عرصہ قیامت میں ہو گا۔

آیات اور عقیدہ توسل

۱۔و ابتغوا الیه الوسیلة [35] اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈوھونڈو۔

۲۔وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا [36]

اور وہ اس سے پہلے اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

۳۔ولوانہم اذظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا الله واستغفرلہم الرسول لوجدوا الله تو ابا رحیما [37]

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اس کی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

احادیث اور عقیدہ توسل

۱۔عن انس بن مالک ان عمربن الخطاب رضی الله عنه اناکنانتوسل الیک نبیناﷺفتستقیناو انانتوسل الیک نبینافاسقناقال فیسقون [38]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں اس طرح دعا کی ہم تیری طرف اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے تو ہمیں سیر اب کر تا اور ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیر اب کر دے راوی نے کہا وہ سیر اب کر دیے گئے۔

۲۔عن عثمان بن حنیف ان رجلاضرالبصر اتی النبی ﷺوقال ادع الله یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فہوخیرلک قال فادعه قال ناصرہ ان توضاء وفیحسن وضوئه ویدعوبہذاالدعااللہم انی اسئلک انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذالتقضی لی [39]

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد کمزور بینائی والا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ اللہ سے یہ دعا کیجیے کہ وہ مجھے اس مجبوری سے عافیت دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا: حضور دعا فرمادیں۔ راوی نے کہا: حضور نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔

۳۔عن عبداللہ قال سمعت ابن عمریتمثل بشعر ابی طالب و ابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل وقال عمربن حمزۃ حدثنا سالم عن ابیہ وربماذکرت قول الشاعر و اناانظرالی وجہ النبی ﷺ یستسقی فماینزل حتی یجش کل میزاب(40)

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے ابو طالب کا یہ شعر سنا اور قسم ہے اس گورے چہرے کی جس کے وسیلے سے بادل سے سیر ابی طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے ماویٰ اور خاکساروں کی پناہ گاہ ہیں۔ حضرت عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے حدیث بیان کی کہ بسا اوقات میں شاعر کا یہ ذکر کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ کی طرف نظر کرکے سیر ابی طلب کی جاتی تو بارش ہونے لگتی یہاں تک کہ ہر پرنالہ بہنے لگتا۔

۴۔عن انس بن مالک انہ قال جاء رجل الی رسول اللہ ﷺفقال یارسول اللہ ہلکت المواشی وتقطعت السبل فادع اللہ فدعا اللہ فمطرنا من الجمعۃ فجاءرجل الی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺتہدمت البیوت وتقطعت السبیل وہلکت المواشی فقال رسول اللہ ﷺ اللہم علی ظہورالجبال والاکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجرفانجابت عن المدینۃ انجیاب الثوب(41)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ جانور ہلاک ہوگئے اور رستے بند ہوگئے اللہ سے دعا کیجیے۔ تو حضور ﷺ نے اللہ سے دعا کی تو جمعہ سے جمعہ تک ایک ہفتہ ہم پر برابر بارش رہی تو وہی شخص پھر حاضر خدمت ہوا، اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مکانات گرنے لگے اور رستے بند ہوگئے اور جانور مرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برسا اور وادیوں اور باغوں میں بارش کر تو وہ شہر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا اپھٹ جاتا ہے۔

عقیدہ توسل اور کشف المحجوب (پہلا حوالہ)

شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

جبریل کہ چندیں ہزارسال بانتظارخلعتی عبادت کردخلعتش غاشیہ داری محمد ﷺبودتاشب معراج ستوروی راخدمت کند(۲۱۶)(42)

جبریل کو کئی ہزار سال یہ خلعت نبی پاک ﷺ کی چاکری کی صورت میں نصیب ہوئی یہاں تک کہ اس نے شب معراج آپ کی سواری کی باگ تھامنے میں اپنی عزت افزائی سمجھی۔

دوسرا حوالہ

شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

ابراہیم گفت من ببادیہ فروفرورفتم بتجریدبرحکم عادت خودانددروی نگاہ کردم ازدیدن وی زجرتی مراددرل آمدگفتم این چہ شایدبود مراگفت یاابراہیم ونجہ دل مشوکہ من یکی ازنصارایم واز اقصی بلادروم آمدہ ام بامید

صحبت تودلم برآسودوطریق صحبت وگزاردن حق برمن آسان گشت گفتم یاراہب النصاری یامن طعام وشراب نیست ترسم که تراااندریں بادیه رنج رسدگفت یاابراہیم چندیں بانگ ونام تو اندرعالم وتوہنوز اندوہ طعام وشراب میخوری عجب داشتم ازآں ان بساط وی صحبتش قبول کردم مرتجربت تادردعوی خود بچه جای است چوں ہفت شبانروزبرفتیم تشنگی مارادریافت وی بایستادوگفت یاابراہیم چندیں بانگ طبل تو اندرگردجہاں بیارتاچه داری ازگستاخی ہائی بریں درگاہ که مراطاقت نماندازتشنگی من سربرزمین نہادم وگفتم بارخدایامرادرپیش ایں بیگانه که درعین بیگانگی بمن ظن نیکومداردرسوامکن وظن وی رادروفاکن چوں سربرآوردم طبقی دیدم دوقرص نان ودوشربة آب برآن نہاده نان بخوردیم وازآنجابرفتیم چوں ہفت روزدیگربرآمدباخودگفتم که ایں ترسارابچیزی تجربه کنم تاذل خودبیندپیش ازآنکه وی مر ابچیزی دیگرامتحان کندگفتم یاراہب النصاری بیارکه امروزنوبت تست تاچه داری از ثمره مجاہدت وی سربرزمین نہادوچیزی بگفت طبقی پدیدارآمد چہار قرص نان وچہارشربة آب من ازآں سخت عجب داشتم ورنجه دل شدم وازروزگارخودنومید گشتم وباخودگفتم که من ازیں نخورم که از برای کافری پدیدآمدست ومعونت وی باشد من ایں راکی خورم مر اگفت ازآنکه تواہل نیستی و ایں از جنس حال تونیست ومن اندرکار تومتعجبم اگر ایں رابرکراہت حمل کنم برکافرکرامت رو انباشد واگرگویم معونت است تومدعی مرا شبہت افتدگفت بخوربامن یاابراہیم ودوبشارت بادمرتر ابدوچیزیکی باسلام من اشہدان لااله الاالله واشہدان محمداعبده ورسوله ودیگر آنکه ترا نزدیک حق تعالی خطری بزرگست گفتم چراگفت ازآنکه مارااازیں جنس ہیچ نباشدمن از شرم توسربرزمیں نہادم وگفتم بارخدایااگردین محمد حق است وپسندیده تست مرا دوقرص نان ودوشربة آب ده واگر ابراہیم خواص ولی تست مرادوقرص ودوشربة آب ده چون سربرآوردم طبق حاضر کرده بودندابراہیم ازان بخورد وآں جو انمرد راہب یکی ازبزرگان دین شد(۱۹۸)[43]

حضرت ابراہیم خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حسب عادت خلوت کی خاطر جنگل میں گیااچانک ایک گوشہ سے ایک شخص باہر نکل آیااور اس نے میری صحبت میں رہنے کی اجازت طلب کی میں نے اس پر نگاہ ڈالی تومیرے دل میں اس سے نفرت پیداہوگئی۔ میں نے کہا: یہ کیابات ہے ؟ اتنے میں وہ مجھے کہنے لگا: ابراہیم! رنجیدہ خاطر نہ ہوں میں ایک نصرانی راہب ہوں اور روم سے آپ کی صحبت اختیار کرنے کی خاطر آیاہوں۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں: جب مجھے علم ہوا کہ یہ بیگانہ (غیر مسلم) ہے تومیرے دل کو سکون آگیااور میرے لیے اس سے صحبت کاراستہ اور حقوق صحبت کی ادائیگی آسان ہوگئی۔ میں نے اس کو کہا: اے نصاری راہب! میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں مبادااس جنگل میں تمہیں کوئی تکلیف ہو۔ اس نے کہا: ابراہیم! دنیامیں تیرے نام کاڈنکا بج رہاہے اور تو ابھی تک کھانے پینے کی فکر میں پھنساہواہے۔ آپ کا بیان ہے مجھے اس کی اس بے تکلفی پر تعجب ہوااور میں نے اسے اپنی صحبت میں قبول کرلیااس خیال سے کہ تجربہ توکروں کہ وہ اپنے دعوے میں کہاں تک سچاہے۔ جب ہمیں اس جنگل میں سات دن گزر گئے توپیاس نے غلبہ کیاوہ کھڑاہوگیااور کہنے لگا: ابراہیم! دنیامیں تیری شہرت کے اس قدر نقارے بج رہے ہیں لاؤ نکالو اگر کچھ ہے تمہارے پاس، آپ کی جناب میں اس جرأت کی وجہ یہ ہے کہ اب مجھے شدت پیاس کی وجہ سے صبر کی طاقت نہیں رہی۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپناسر زمین پر رکھ دیااور عرض کی: یاالٰہی! مجھے اس کافر کے سامنے رسوانہ کر اس لیے کہ اس نے بیگانہ ہوتے ہوئے مجھ پر نیک گمان کیامیرے بارے میں اس نے جو گمان کیاپورافرما۔ آپ نے فرمایا: میں نے یونہی سر اٹھایاتوایک طشت موجود تھاجس میں دوروٹیاں اور دوگلاس پانی رکھاہواتھاہم نے روٹیاں کھائیں اور وہاں سے چل پڑے جب دوسرے سات دن گزرے تومیں نے سوچااس سے پہلے کہ یہ نصرانی راہب مجھ سے کوئی اور چیز طلب کرکے مجھے امتحان میں ڈالے اس کا بھی تجربہ کرناچاہیے تاکہ وہ اپنی ناکامی کی ذلت دیکھ لے۔ میں نے کہا: اے نصرانیوں کے راہب! آج تمہاری باری ہے آخر پتہ توچلے کہ مجاہدات نے تمہیں کیاثمرہ دیاہے ؟ اس راہب نے اپناسر زمین

پر رکھ دیااور کچھ کہااتنے میں ایک طشت نمودار ہوا جس میں چارروٹیاں اور چار گلاس پانی موجود تھا مجھے اس بات سے سخت حیرانی ہوئی اور رنجیدہ خاطر ہوااور ساتھ ہی اپنے حال سے ناامید ہو گیااور ارادہ کر لیا کہ میں اس میں سے کچھ نہیں کھاؤں گا کیونکہ یہ ایک کافر کیلئے آیاہے اب یہ اس کی طرف سے اعانت اور مدد ہو گی میں اسے کیسے کھاسکتاہوں۔وہ مجھ سے کہنے لگا:ابراہیم!کھاؤ۔میں نے کہا:نہیں کھاؤں گا۔اس نے پوچھا:آخر کس وجہ سے نہیں کھارہے ہو؟میں نے کہا:اس لیے کہ کرامت کے تم اہل نہیں ہواور تمہارے حال کی جنس سے نہیں ہے میں تمہارے معاملے پر حیران ہوں اگر اسے کرامت قرار دیتاہوں توکافر سے کرامت کاصدور جائز نہیں اگر اسے اعانت کانام دیتاہوں تو بھی مجھے اعتراض ہے۔اس نے کہا:ابراہیم!کھاؤاور دوباتوں کی خوشخبری سنوایک تومیں اسلام قبول کر تاہوں اور کہتاہوں اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد ان محمداعبدہ ورسولہ اور دوسری خوشخبری یہ کہ اللہ تعالی کے ہاں آپ کابڑامر تبہ اور درجہ ہے۔میں نے پوچھا:وہ کیسے؟اس نے کہا:میرے پاس اس قسم کی کوئی چیز نہ تھی میں نے تمہاری شرم کی وجہ سے سرزمین پرر کھااور عرض کیا:اے خداوند تعالیٰ!اگر دین محمد ﷺ برحق ہے اور تیرا پسندیدہ ہے تومجھے دوروٹیاں اور دوگلاس پانی عطافرمااور ابراہیم خواص تیرا ولی ہے تومجھے مزید دوروٹیاں اور دوگلاس پانی عطافرما۔یہ کہہ کر جب میں نے سراٹھایاتوطشت سامنے موجود تھااور حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کھاناتناول فرمایااور وہ اولیاء میں سے ہو گیا۔

تیسراحوالہ

شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

وقتی من بردست وی آب میریختم مرطہارت رااندرخاطرم بگشت که چوں کارہابتقدیروقسمت است چراآزادان خودرابنده پیران کنندگفت ای پسردانستم که چه اندیشیدی بدانکه ہرحکمی راسببی است چوں حق تعالی خواہدکه عوان بچه بی را تاج کرامت برسرنہداورا توبه دہدوبخدمت دوستی مشغول کندتااین خدمت مرکرامت وی راسبب گردد(ص۱۵۰)[44]

میں ایک مرتبہ حضرت ابوالفضل محمد بن حسن کو وضو کروارہاتھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ جب دنیاکے تمام کام تقدیر اور قسمت سے وابستہ ہیں توپھر لوگ اپنے آپ کو پیروں کاغلام کیوں بنالیتے ہیں؟آپ نے فرمایا:اے بیٹے!تمہارے دل میں جو خیال آرہاہے میں جان گیاہوں۔اچھی طرح سمجھ لو کہ حکم کاایک سبب ہوتاہے چنانچہ اللہ تعالی جب چاہتاہے کہ جب کسی کے سرپرعزت وبزرگی کاتاج رکھے تواس کو توبہ کی توفیق دیتاہے اور اسے کسی اپنے مقرب بندے کی خدمت میں لگادیتاہے تاکہ یہی خدمت اس کی عزت وکرامت کاباعث بن جائے۔

عقیدہ نمبر۱۱:عقیدہ علم غیب

عقیدہ اہلسنت وجماعت یہ ہے کہ اللہ تعالی توعالم الغیب بالذات ہے اور حضرات نفوس قدسیہ انبیاءواولیاء۔اللہ تعالی کی عطاسے علم غیب جانتے ہیں اور اللہ تعالی کی عطاسے کثیر غیوب پر مطلع ہیں اس پر کئی دلائل وشواہد ہیں۔

ثبوت علم غیب ازاجماع واقوال سلف وخلف

علامہ قسطلانی مواہب میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

۱۔وقد اشتہروانتشرامرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب

بے شک صحابہ کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کے غیبوں پر مطلع ہونے کامعاملہ مشہور ومعروف ہوچکاتھا۔

۲۔وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیہا علی اطلاعہ ﷺعلی الغیب کماقال عیاض ولاینافی الایات الدالۃ علی انہ لایعلم الغیب الااللہ وقولہ ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیرلان المنفی علمہ من غیرواسطۃ کماافادہ المتن امااطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمحقق[45]

بے شک احادیث متواتر ہو چکیں اور ان کے معانی متفق ہو چکے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ غیب پر مطلع ہیں جیسا کہ قاضی عیاض نے فرمایااور یہ مضمون ان آیات کے منافی نہیں جن کی یہ دلالت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتااور اگر میں علم غیب جانتاتو بہت سی خیر جمع کرلیتا کہ ان آیات میں علم بے واسطہ کی نفی ہے جس کا افادہ متن نے کیالیکن اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے حضور کا مطلع ہونا تو یہ تحقیق سے ثابت ہے۔

۳۔حضرت اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

و انعقدالاجماع علی ان نبیناﷺاعلم الخلق و افضلہم[46]

اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ مخلوق میں سب سے زیادہ عالم اور افضل ہیں۔

۴۔حضرت ملا علی قاری شرح شفامیں اور قاضی عیاض کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں:

ومن معجزاتہ الباہرۃ ماجمعہ اللہ لہ من المعارف ای الجزئیۃ والعلوم الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسراراوالباطنیۃ والانوارالظاہریۃ وخصہ بہ ای ماخصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین[47]

حضور ﷺ کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے جو اللہ نے آپ کیلئے عطافرمائے معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ ویقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اورآپ کو دنیاودین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔

دلائل ازآیات قرآنی

۱۔ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء[48]

اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتاہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

۲۔عالم الغیب فلایظہرعلی غیبہ احدا۔الامن ارتضی من رسول[49]

غیب کا جاننے والاتو اپناغیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوااپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

۳۔تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک[50]

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

۴۔وماھوعلی الغیب بضنین[51]

اور یہ نبی غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں۔

۵۔ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک[52]

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

٦۔وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما[53]

اور تمہیں سکھادیاجو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۷۔ونزلناعلیک تبیانالکل شیئ[54]

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

۸۔الرحمن ۔علم القرآن(55)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

۹۔فاوحی الی عبده مااوحی(56)

اوروحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

۱۰۔ویکون الرسول علیکم شہیدا(57)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ اور عالم ہوں گے۔

۱۱۔ولاحبة فی ظلمت الارض ولارطب ولایابس الافی کتاب مبین(58)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔

۱۲۔مافرطنافی الکتاب من شیئ(59)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

۱۳۔وکل شیئ احصینه فی امام مبین(60)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

۱۴۔وکل صغیروکبیرمستطر(61)

اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۱۵۔ومامن غائبة فی السماءوالارض الافی کتاب مبین(62)

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

۱۶۔وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض(63)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

دلائل ازاحادیث نبوی ﷺ

۱۔عن عمریقول قام فیناالنبی ﷺمقامافاخبرناعن بدءالخلق حتی دخل الجنة منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذلک من حفظه ونسیه من نسیه(64)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

۲۔عن انس ان النبی ﷺخرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر فلماسلم قام علی المنبر فذکرالساعة وذکر ان بین یدیہاامورا عظاما ثم قال من احب ان یسأل عن شیئ فیلسئل عنه فواللہ لاتسألونی عن شیئ الااخبرتکم به مادمت فی مقامی ہذاقال انس فاکثرالناس بکاء واکثررسول اللہ ﷺ ان یقول سلونی فقال انس فقام الیه رجل فقال این مدخلی

یارسول اللہ فقال النار فقام عبداللہ بن حذیفۃ فال من ابی یارسول اللہ قال ابوک حذافۃ ثم اکثران یقول سلونی فبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ رباوبالاسلام دینا وبمحمدرسولاقال فسکت رسول اللہ ﷺ[65]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سورج کے زوال کے بعد تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیر اتو منبر پر قیام فرمایا پھر قیامت کا ذکر کیا اور آنے والے بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا پھر فرمایا جو کوئی سوال کرنا چاہے تو سوال کرے خدا کی قسم تم جس چیز کا سوال کروگے میں جب تک اس مقام میں ہوں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور نبی کریم ﷺ یہ بات بار بار فرماتے رہے کہ تم مجھ سے سوال کرو۔ پھر حضرت انس نے فرمایا ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ میرے داخلے کی جگہ کہاں ہے فرمایا دوزخ پھر عبداللہ بن حذافہ نے دریافت کیا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ پھر حضور نے بکثرت فرمایا مجھ سے سوال کرو مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں تو حضور ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔

۳۔عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺان اللہ زوی لی الارض فر أیت مشارقہاومغاربہا[66]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے میرے لیے زمین کو سمیٹا تو میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں تمام زمیں کو دیکھ لیا۔

۴۔عن عبداللہ بن مسعود قال خطب رسول اللہ ﷺیوم الجمعۃ فقال اخرج یافلاں فانک منافق اخرج یافلاں فانک منافق فاخرج من المسجد ناسافضحہم[67]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے تو مسجد میں سے چند لوگوں کو نکال دیا۔

عقیدہ علم غیب اور کشف المحجوب

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مشہوراست کہ اندرحالت حیات سری مریدان مرجنیدتاگفتندکہ شیخ ماراسخن گوید تادلہای ماراراحتی باشدوی اجابت نکردوگفت تاشیخ من برجاست من سخن نگویم تاشبی خفتہ بودپیغمبر ﷺرابخواب دیدکہ گفت یاجنید خلق راسخن گوئی کہ سخن توسبب راحت دلہای خلق است وخداوندتعالی کلام تراسبب نجات عالمی گردانیدہ است چوں بیدارشد اندردلش صورت گرفت کہ درجت من ازسری اندرگذشت کہ مراازرسول صلوات اللہ امردعوت آمدچوں بامدادبودسری مریدی ر افرستادکہ چوں جنید سلام نمازبدہداورابگوئی کہ بگفتارمریدان مر ایشاں راسخن نگفتی وشفاعت مشایخ بغدادرد کردی ومن پیغام فرستادم ہم سخن نگفتی اکنون پیغمبر ﷺفرمود وی رااجابت کن جنید گفت آں پنداشت ودرجہ اوفوق درجت من است کہ وی براسرارمن مشرف است ومن ازروزگاری بیخبر بنزدیک سری آمد م وازوی پرسیدم کہ توچہ دانستی کہ من پیغمبر ﷺرادرخواب دیدم گفت مرخداوندر اتعالی وتقدس بخواب دیدم کہ گفت من رسول ر افرستادم تاجنید رابگوید کہ وعظ کن مرخلق ر اتامرادابل بغدادازوی حاصل شود و اندریں حکایات دلیل واضح است کہ پیران بہرصفت کہ باشند مشرف حال مریدان باشند(ص۱۱۸)[68]

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں حضرت جنید بغدادی کے مریدین نے ان کو وعظ و نصیحت فرمانے کی استدعا کی تاکہ ان کے دلوں کو سکون وراحت حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا: جب تک میرے شیخ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ ہیں میں وعظ نہ کروں گا۔ ایک رات خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے جنید! لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرو تمہارا وعظ لوگوں کے دلوں کیلئے راحت وتسکین کا موجب ہوگا اللہ تعالی نے تمہارے وعظ کو مخلوق کیلئے ذریعہ نجات بنایا ہے۔ بیدار ہوئے تو آپ کے دل میں خیال آیا شاید میرا درجہ اب حضرت سری سقطی سے بڑھ گیا ہے اس لیے تو نبی پاک ﷺ کی طرف سے وعظ کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی نے اپنا ایک مرید بھیجا اور فرمایا جب جنید نماز سے فارغ ہوں تو انہیں کہنا کہ سری سقطی فرماتے ہیں مریدوں کی استدعا پر آپ نے وعظ نہ کیا بغداد کے مشائخ نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے ان کی بات بھی نہ مانی میں نے پیغام بھجوایا تو آپ نے وعظ نہ کیا اب تو سرورانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اب تو وعظ کیا کرو۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں: یہ سن کر میرے دل سے اپنی برتری کا خیال فوراً نکل گیا اور میں نے جان لیا کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ میرے تمام ظاہری و باطنی احوال سے باخبر اور آگاہ ہیں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ وہ میرے اسرار سے بھی باخبر ہیں اور میں ان کے حالات سے بے خبر ہوں میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی اپنے اس خیال پر اللہ تعالی سے استغفار کیا اور عرض کیا: آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت کی ہے؟ فرمایا: میں نے خواب میں اللہ تعالی کی زیارت کی تو اللہ تعالی نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنید بغدادی کی طرف بھیجا ہے کہ ان کو وعظ و تبلیغ کا حکم دیں تاکہ اہل بغداد ان سے مستفیض ہوں۔ اس حکایت میں واضح دلیل ہے کہ مرشد اپنے مریدین کے احوال سے باخبر ہوتا ہے۔

حوالہ نمبر ۲

وقتی ازنیشابورقصد توس داشت و اندراں عقبه سردی بودوپایش اندرموزه میفرشددرویشی گفت من اندیشه کردم که فوطه خودبدو نیم کنم ودرپایش پیچم که ای شیخ مار افرق کند میاں وسواس شیطانی والہام حق گفت الہام آں بودکه تر اگفتندفوطه پاره کن تاپای بوسعید سردی نیابد ووسواس آنکه ترامنع کردازآں(ص۱۴۹)[69]

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد المہینی علیہ الرحمہ نیشاپور سے طوس کیلئے روانہ ہوئے اتفاق سے راستے میں ایک سرد وادی پڑتی تھی موزے کے اندر بھی آپ کے پاؤں سرد ہو گئے جو خادم ساتھ تھا وہ کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اپنی پگڑی کے دو حصے کر کے آپ کے پاؤں پر لپیٹ دوں مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی آگیا کہ پگڑی بہت قیمتی ہے چنانچہ خاموش رہا جب ہم طوس پہنچے تو میں نے حضرت سے پوچھا حضور رحمانی اور شیطانی وسوسہ میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے فرمایا: الہام وہ تھا جس میں تمہیں پگڑی کے دو حصے کر کے ابوسعید کے پاؤں کو سردی سے بچانے کے متعلق کہا گیا تھا اور وسوسہ وہ تھا جس نے تجھے اس بات سے روک دیا۔

حوالہ نمبر ۳

وقتی من ازدمشق بادرویشی قصد زیارت ابن العلاء کردم ووی بروستای رمله می بودواندرراه بایکدیگرگفتیم ہریکی مار اباخویشتن و اقعه ی که داریم اندیشه بایدکردتاآں پیرازباطن ماخبردہدوو اقعه ماحل شود من باخودگفتم که مراازوی اشعارومناجات حسین بن منصوربایدخواست آں دیگری گفت مرادعائی بایدتاطحالم بشودآں دیگری گفت مراحلوۂ صابونی بایدچوں بنزدیک اورسیدیم فرموده بودتاجزوی نبشته بودندازمناجات حسین منصورپیش من نہادودست برشکم آں درویش مالیدطحال ازوی بشدوآں دیگری راگفت حلواصابونی غذاعو انان بودوتولباس اولیاءخدای داری لباس اولیاءبامطالبت عو انان راست نیاید که اوبرعایت حق مشغول بودوتارک حظ

خودباشدوچوں کسی بحظوظ خوداقامت کرددیگری را بایدتاوی راخلاف کندوچوبازبترک حظ خودگرفت او بحظ وی قیام کندتااندرہردوحال را ابرده باشدنه راه زده(ص ۳۰۰)[70]

ایک دفعہ میں دو درویشوں کے ہمراہ دمشق میں حضرت ابن العلاء علیہ الرحمہ کی زیارت کے ارادہ سے روانہ ہوا آپ رملہ نامی گاؤں میں رہتے تھے ہم نے طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں کوئی بات سوچ لے تاکہ دیکھیں کہ وہ بزرگ ہمارے باطن پر مطلع ہوتے ہیں یا نہیں۔ میں نے دل میں سوچا مجھے حسین بن منصور حلاج کے اشعار اوران کی مناجات آپ سے ملے، دوسرے نے خیال کیا کہ مجھے طحال کا مرض ہے اس سے شفایاب ہو جاؤں تیسرے نے کہا مجھے صابونی حلوہ ملے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت حسین بن منصور علیہ الرحمہ کی مناجات جو پہلے لکھی جاچکی تھیں آپ کے حکم سے میرے سامنے رکھ دی گئی۔ دوسرے درویش کے شکم پر آپ نے ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کی طحال کی تکلیف رفع ہو گئی تیسرے سے فرمایا تم نے اولیاء اللہ کا لباس پہن رکھا ہے حلوہ صابونی شاہی کارندوں کی خوراک ہے تمہارا لباس اولیاء اللہ کا اور خوراک امراء کی یہ درست نہیں ایک بات اختیار کرو۔

عقیدہ نمبر ۱۲: مسئلہ تصرف

تصرف کے بارے اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی بالذات تصرف کرتا ہے اور حضرات انبیاء واولیاء کو اللہ تصرف کی قدرت دیتا ہے تو وہ اس خداداد قدرت سے تصرف کرتے ہیں نفع اور فائدہ پہنچاتے ہیں یہی عقیدہ حضرت شیخ علی ہجویری کا ہے۔

ثبوت تصرف از اقوال سلف وخلف

۱۔ علامہ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح الغیب خزائن الارض فوضعت فی یدی ای فی تصرفی[71]

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں پھر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

۲۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

وازاں جمله آنست که داده شده آنحضرت راﷺمفاتیح خزائن وسپردشدبوی وظاہرش آنست که خزائن ملوک فارس وروم ہمه بدست صحابه افتاد وباطنش آنکه مرادخزائن اجناس عالم است که رزق ہمه درکف رااقتدارارو کے سپردوقوت تربیت ظاہروباطن ہمه بوے داوچنانچه مفاتیح غیب دردست علم الہٰی ونمیدانداں رامگردے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں دردست ایں سید کریم نہاوند

حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اس کا ظاہر تو یہ ہے کہ روم وفارس کے سلاطین کے خزانے صحابہ کے قبضہ میں آئے اور باطن یہ ہے کہ عالم کی جنسوں کے خزانے مراد ہیں کہ سب کا رزق آپ کے دست اقتدار میں دے دیا گیا اور ظاہر وباطن کی تربیت سب آپ کو دے دی گئی جیسے غیب کی کنجیاں علم الٰہی میں ان کو سوا اس کے کوئی نہیں جانتا رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور ان کو تقسیم کرنا اس سید انبیاء کے قبضہ میں رکھا۔

مزید لکھتے ہیں:

وشارع رامیرسد که تخصیص کندہرکه خواہد ہرچه خواہد[72]

شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہیں خاص کر دیں۔

۳۔ علامہ ابن حجر ہیثمی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ومن نفعہم (ای الاولیاء)للخلق ان برکتہم تغیث العبادیدفع بہاالفسادوالالفسدت الارض(73)

اولیاء کے مخلوق کو نفع پہنچانے سے یہ بھی ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور فساد دفع ہوتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے۔

۴۔علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں لکھتے ہیں:

فمن زعم ان النبی کاحدالناس لایملک شیئا اصلاولانفع به لاظاہراولاباطنا فهوکافر خاسرالدنیاوالآخرة(74)

پس جس نے گمان کیا کہ نبی اور لوگ برابر ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن طور پر تو وہ کافر ہے اور اس کی دنیاو آخرت برباد ہے۔

دلائل ازآیات

۱۔انامکنالہ فی الارض و اتیناه من کل شیئ سببا(75)

بے شک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیااور ہر چیز کا ایک سامان عطافرمایا۔

۲۔وسخرنامع داودالجبال یسبحن والطیر(76)

اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیے کہ تسبیح کریں اور پرندے۔

۳۔ولقداتیناداودمنافضلایجبال اوبی معه والطیروالنالہ الحدید(77)

اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا افضل دیااے پہاڑواس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرواوراے پرندواور ہم نے اس کیلئے لوہا نرم کیا۔

۴۔واذتخلق من الطین کہیئة الطیرباذنی فتنفخ فیہافتکون طیر اباذنی وتبرئ الاکمه والابرص باذنی واذتخرج الموتی باذنی(78)

اور جب مٹی سے پرندے کی سی مورت میرے حکم پر بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تومادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کولے کر میرے حکم سے شفادیتااور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

۵۔ولسلیمن الریح عاصفة تجری بامره الی الارض التی بارکنافیہاوکنابکل شیئ علمین(79)

اور سلیمان کیلئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔

۶۔قال رب اغفرلی وهب لی ملکالاینبغی لاحدمن بعدی انک انت الوہاب۔فسخرنالہ الریح تجری بامره رخاءحیث اصاب۔ والشیاطین کل بناءوغواص۔واخرین مقرنین فی الاصفاد(80)

عرض کی اے میرے رب بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو ہی ہے بڑے دین والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتااور دیو بس میں کر دیے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

۷۔قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم(81)

تم فرماؤتمہیں وفات دیتاہے موت کافرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

۸۔فالمدبرات امرا(82)

پس کام کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کی قسم

۹۔ومانقمواالان اغناہم اللہ من فضلہ[83]

اور انہیں کیابرا لگایہی نہ کہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۱۰۔واذتقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ[84]

اور اے محبوب یاد کروجب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

دلائل ازاحادیث

۱۔قال رسول اللہ ﷺبعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینااناانائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی[85]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایامیں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیااور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں سونے والا تھا کہ میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دے دی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

۲۔عن جابر قال النبی ﷺاتیت بمقالید الدنیاعلی فرس ابلق جاءنی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس[86]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایامجھے دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر سوار کر کے دی گئیں اس کو جبریل میرے پاس لائے جس پر ریشمی سندس کی چادر تھی۔

۳۔عن ابن مسعودقال النبی ﷺان اللہ تعالی ملائکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام اوکماقال النبی ﷺ[87]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایابے شک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین کی سیر کرتے ہیں مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

۴۔عن عماربن یاسر قال النبی ﷺان اللہ تعالی ملکاعطاہ سمع العبادفلیس من احدیصلی عنی الاابلغنیہا[88]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایابے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے توجو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ اسے مجھ کو پہنچادیتا ہے۔

۵۔عن عائشۃ قال رسول اللہ ﷺیاعائشۃ لوشئت لسارت معی جبال الذہب[89]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایااے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

عقیدہ تصرف اور کشف المحجوب (پہلا حوالہ)

حضرت شیخ علی ہجویری ابو القاسم علی بن عبد اللہ الگر گانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

مقتدای قوم باشد وآں لسان الوقت است[90]

وہ قوم کے پیشوا، اور لسان الوقت (وقت کی زبان) یعنی جو کچھ ان کی زبان سے نکلتا تھا پورا ہو کر رہتا تھا۔

دوسرا حوالہ

یکی ازمشایخ روایت کندکه من بدوبرگذشتم وی را یافتم اندرنمازوگرگی گوسپندان اونگاه میداشت گفتم این پیرارازیادتی کنم که علامتی بزرگ می بینم اندروی زمانی بودم تاازنمازفارغ شدبروی سلام گفتم گفت ای پسر بچه کارآمدی گفتم بزیارت توگفت خیرک الله گفتم ایہا الشیخ گرگ بامیش مو افق می بینم گفت از آنکه راعی میش باحق مو افق است این بگفت وکاسه چوبین درزیرسنگی داشت دوچشمه ازآں سنگ بکشادیکی شیرویکی عسل گفتم ایہاالشیخ این درجه چه یافتی گفت بمتابعت محمدﷺای پسر قوم موسی باآنکه مرادرامخالف بودندمع بذاسنگ خاره ایشانرا آب دادموسی نه بدرجه محمدﷺبودچوں من محمد ﷺ را متابع باشم سنگ مراانگبیں وشیردہدپس عجب نبود[91]

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ابو حلیم حبیب بن سلیم الراعی کو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہیں اور ان کی بکریوں کی حفاظت بھیڑیا کررہاہے خیال آیااس بزرگ کی زیارت کرنی چاہیے کیونکہ بڑی بات دیکھ رہاہوں میں نے کچھ دیر انتظار کیااتنے میں آپ نماز سے فارغ ہو گئے میں نے سلام کیافرمایابیٹے کیسے آئے ہو میں نے کہازیارت کیلئے فرمایااللہ تعالی تمہیں خیر وبرکت عطافرمائے میں نے کہاحضرت بکریوں اور بھیڑیے میں کب سے صلح ہوئی ہے فرمایاجب سے بکریوں کے چرواہے نے حق تعالی کی تابع داری اختیار کرلی ہے یہ فرمایااور اپنالکڑی کاپیالہ ایک پتھر کے نیچے رکھ دیاپتھر سے دوچشمے جاری ہوگئے ایک دودھ کادوسرا شہد کامیں نے پوچھا آپ کو یہ درجہ کیسے ملافرمایا: حضور ﷺ کی متابعت سے بیٹے، موسیٰ علیہ السلام کی قوم اگرچہ مخالف تھی لیکن ان کیلئے پتھر سے پانی کاچشمہ جاری ہوگیا تھاحالانکہ موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجے میں نہ تھے جب میں حضور ﷺ کاپیروکار اور متبع ہوں تو مجھے پتھر سے دودھ اور شہد کیوں نہ ملے۔

حوالہ نمبر۳

و اندرحکایات یافتم ازذوالنون مصری رحمة الله علیه که گفت یکی رادیدم که اندرہوامی پرید گفتم این درجه بچه یافتی گفت قدم برہوی نہادم تادرہواشدم(ص۱۸۲)[92]

حکایات میں ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایامیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہوامیں اڑرہاتھامیں نے پوچھایہ درجہ تونے کس طرح پایااس نے جواب دیا کہ میں نے خواہش نفس کی پیروی نہیں کی اس لیے ہواپر سوار اڑاپھر رہاہوں۔

عقیدہ نمبر۱۳:عقیدہ استعانت واستمداد

عقیدہ اہلسنت یہ ہے کہ بالذات نفع اور نقصان پہنچانے والا اور مدد کرنے والا اللہ تعالی ہے اور حضرات انبیاءاور اولیاء خداداد قوت سے مدد کرتے ہیں مشکلیں ٹالتے ہیں مرادیں برلاتے ہیں ان سے مخلوق کو نفع پہنچتاہے یہ دستگیری کرتے ہیں۔

ثبوت استعانت ازاقوال سلف وخلف

ا۔ردالمختار میں علامہ ابن عابدین نے افادہ فرمایا:

ان الانسان اذاضاع الشیئ وارادان یرده الله سبحانه علیه فلیقف علی مکان عالی مستقبل القبلة ایقرءالفاتحة ویهدی ثوابہاللنبی ﷺثم یهدی ثواب ذالک سیدی احمد بن علوان ویقول یاسیدی احمدیاابن علوان ان لم تردعلی ضالتی والانزعتک من دیوان الاولیاء فان الله تعالی یردعلی من قال ذلک ضالة ببرکة

جب انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلادے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر سورۃ الفاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کر کے سید احمد علوان کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد یا علوان اگر تم نے میری گمشدہ چیز دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا۔ اس سے اس ولی کی برکت سے اللہ وہ گمشدہ چیز واپس دلادے گا۔

علامہ شامی ایک اور مقام پر امام شافعی کی استعانت کو تحریر کرتے ہیں:

وعماروی من تادب الامام الشافعی معه انه قال انی لاتبرک بابی حنیفة واجیئ الی قبره فاذاعرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسالت الله عند قبره فتقضی سریعا(93)

امام اعظم کے ساتھ امام شافعی کے ادب کا یہ واقعہ مروی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا میں امام اعظم سے تبرک حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی سے ان کے مزار کے قریب دعا کرتا ہوں تو بہت جلد میری دعا قبول ہو جاتی ہے۔

مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں:

معروف کرخی بن فیروزمن المشائخ الکبارمستجاب الدعوات یستسقی بقبره(94)

معروف کرخی بن فیروز بڑے مشائخ سے ہیں وہ مستجاب الدعوات ہیں ان کی قبر سے سیر ابی حاصل کی جاتی ہے۔

۲۔عن مالک بن دینار قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر ابن الخطاب رضی الله عنه فجاءرجل الی قبرالنبی ﷺفقال یارسول الله استسق الله لامتک فانہم قد ہلکو افاتاه رسول الله ﷺفی المنام فقال ائت عمرفاقرئه السلام واخبره انہم مسقون اقل له علیک الکبس فاتی الرجل عمررضی الله عنه فاخبره فبکی عمررضی الله عنه ثم قال یارب ما،لوالاماعجزت عنه وروی سیف فی الفتوح ان الذی رأالمنام بلال بن الحارث المزنی احدالصحابة رضی الله عنہم(95)

حضرت مالک الدار سے مروی ہے کہ خلافت فاروقی میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ایک شخص (بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) نبی رحمت ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے اللہ سے سیر ابی طلب کیجیے کہ وہ ہلاک ہو رہی ہے تو حضور ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تو عمر کے پاس جا اور اسے سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ لوگ سیر اب کر دیے گئے اور اس سے کہنا دانائی لازم پکڑ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں خواب کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر کہا اے رب میں کوئی کمی نہیں کرتا مگر جس سے عاجز ہوں اور سیف نے فتوح میں روایت کی کہ جس نے خواب دیکھا تھا وہ بلال بن حارث المزنی ہیں جو صحابہ میں سے ہیں۔

۳۔ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی کتاب بستان المحدثین میں نقل کرتے ہیں کہ شیخ احمد رزوق نے فرمایا:

انالمریدی جامع لشتاته اذاماسطاجورالزمان بکنبه وان کنت فی ضیق وکرب ووحشة فنادیارزوق انت بسرعة(96)

میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے گا اگر تو تنگی وسخت وحشت ہو تو یارزوق کہہ کر پکار میں جلد آؤں گا۔

دلائل از آیات

۱۔واستعینو ابالصبروالصلوٰة(97)

صبر و نماز سے مدد لو۔

۲۔وتعاونواعلی البروالتقوی (98)

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

۳۔من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصاراللہ (99)

عیسیٰ نے کہا کون میرے مدد گا ہوتے ہیں حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مدد گار ہیں۔

۴۔ثم ادعہن یاتینک سعیا (100)

پھر ان کو پکاروہ تیرے پاس دوڑے ہوئے آئیں گے۔

۵۔فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما (101)

ذوالقرنین نے کہامیری طاقت سے مدد کرو میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنادوں گا۔

دلائل ازاحادیث

۱۔عن انس استعینواعلی النسابالعری فان احدمن اذاکثرت ثیابہاواحسنت زینتہااعجبہاالخروج (102)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایاعورتوں کی خانہ نشینی پر انہیں کم کپڑے دے کر مدد چاہو کہ جب کسی کے پاس زیادہ کپڑے ہونگے تو وہ سنگھار کر کے باہر نکلنے کو پسند کریں گی۔

۲۔عن ابی ہریرۃ اعینوااولادکم علی البرمن شاء استخرج العقوق من ولدہ (103)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایانیکی پر اپنی اولاد کی مدد کرو جو یہ چاہتاہے کہ بچے سے نافرمانی نکل جائے۔

۳۔عن ابن عبادۃ فی امتی ثلاثون بہم تقوم الارض وبہم تمطرون وبہم تنصرون (104)

حضرت عبادہ سے مروی ہے حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایامیری امت میں تیس ابدال ہوں گے انہیں کی وجہ سے زمین قائم رہے گی تم پر بارش کی جائے گی تمہاری مدد کی جائے گی۔

مزارات پر حاضری دے کر دعامانگنے کاثبوت

اگر کوئی مسلمان ولی اللہ کے مزار پر اس کو اللہ کا بندہ سمجھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں اس کے توسل سے حاجت چاہتاہے تو بالکل جائزہے قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے عمل سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر۱

قرآن کریم فرماتاہے:

یایھاالذین امنوالاتتولو اقوماغضب اللہ علیہم قدیئسوامن الاخرۃ کمایئس الکفارمن اصحاب القبور (105)

اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤجو آخرت سے مایوس ہو گئے جیسے کافر قبر والوں سے مایوس ہو گئے۔

اس آیت کریمہ میں مفسرین نے اگر چہ چند قول روایت کیے ہیں مگر زیادہ صحیح یہ ہی قول ہے کہ کافرلوگ قبر والے اہل اللہ کی امداداوران کی خیر پہنچانے سے مایوس ہو گئے چنانچہ تفسیر انوارالتنزیل علی تفاسیر اربع میں ہے:

کمایئس الکفارمن اصحاب القبوران یبعثوا اوینابواااوینالہم خیرمنہم (106)

یا یہ کہ اٹھائے جائیں گے قیامت میں یا کافر اس سے مایوس ہو گئے کہ ثواب دیے جائیں یا اس بات سے مایوس ہو گئے کہ قبر والوں سے ان کو کوئی بھلائی پہنچے۔

یہاں صاحب تفسیر نے اس آیت میں تین احتمال نکالے ہیں پہلے دو میں تو کفار سے مر دہ کافر مر اد ہوتے ہیں من اصحاب کا من تبعیضیہ ہو گا لیکن تیسرے احتمال میں کفار سے زندہ کافر مر اد ہیں اور اصحاب قبور سے عام اہل قبر تب حرف من بیانیہ بنے گا اس تیسرے احتمال کو مفسرین نے ترجیح دی ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر نے فرمایا:

کمایئس الکفار الاحیاء[107] زندہ کافروں کی مایوسی کی طرح ہے۔

وہ ہی کہتے ہیں کہ قبر والے کچھ نہیں دے سکتے ان کے پاس نہ جاؤان سے نہ مانگو۔اللہ تعالی نے اس آیت میں ایسے ہی کفار سے مسلمانوں کو دور رہنے کا حکم دیا ہے تفسیری نکات سے قطع نظر اگر قرآن کریم کے ظاہری لفظوں پر بھی بنظر تصلب غور کر لیا جائے تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ وفات یافتہ اہل اللہ سے مانگنا حکم ربی اور نہ مانگنا علامت کفار۔

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں:۱۔یئس،۲۔کما حرف تشبیہ لفظ یئس یاس کا ماضی مطلق ہے یاس یعنی مایوس ہونا ہر اصطلاح میں کسی شخص سے اپنی امید یا لالچ کو ختم کرنا ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے:

الیاس انقطاع الطمع[108] مایوسی کسی سے لالچ اور امید کو توڑنے کا نام ہے۔

عربی لغت مجمع البحار میں ہے:

الیاس ضدالرجا[109] مایوسی کسی سے امید لگانے کے مخالف ہے۔

جو شخص دیتا ہو اور بھکاری اس کے پاس آکر حاجتیں برلاتے ہوں اس کی ذات پر لوگوں کو امید ہوتی ہے جو کچھ نہ دے یا نہ دے سکے تو لوگ اس سے مایوس ہو جاتے۔لغوی طور پر لفظ مایوسی ایسے ہی موقعوں پر مستعمل ہے قرآن کریم نے صاحب قبر لوگوں سے مایوس ہونے کو گناہ بلکہ کفر فرمایا پس ثابت ہوا کہ اہل قبور اپنی طاقت و قوت کے مدارج سے حاجت مندوں کی کی حاجات پوری کرتے ہیں اور حاجت روائی وہی کر سکتا ہے جو کامل واکمل زندہ ہو اس آیت نے اقتضاءً ثابت کر دیا کہ بعد وفات اللہ کے ولی کے پاس جانا ان سے مانگنا عین ایمان ہے اور ان کی عطا سے مایوسی ان کی زندگی کا انکار ہے اور یہ انکار بحکم قرآنی کفر ہے۔

اس آیت کریمہ میں دوسرا قابل غور لفظ کما ہے عربی میں اس کو حرف تشبیہ کہا جاتا ہے یہ لفظ دو جملوں یا دو اسموں کے درمیان آتا ہے پہلا جملہ مشبہ کہلاتا ہے اور دوسرا جملہ مشبہ بہ کہلاتا ہے اس آیت میں قدیئسوا مشبہ ہے اور یئس الکفار مشبہ بہ ہے اور تشبیہ صرف مایوسی میں ہے نہ کہ نوعیت میں ورنہ من الاخرۃ اور من اصحاب القبور سے تغیر لفظی نہ ہو تا کیونکہ تشبیہ زوال تغییر کا مقتضی ہے لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ من اصحاب القبور میں بھی اخروی زندگی وحشر و نشر ہی مراد ہے اگر یہ لفظ بھی اسی طرح راغب ہو تو لزوم تحصیل ہو گا جو محال ہے پس ثابت ہوا کہ یہاں قبر والوں سے مانگنا ہی مراد ہے اور اس سے مایوس ہونا ہی کفر ہے۔

دلیل نمبر ۲

تفسیر عزیزی میں ہے:

وروح آنہارادرصورت ہائے رنگارنگ مطالعه می نمایدومتلذذومتالم میگرددو ایں حالت عوام مردگان است وبعضے ازخواص اولیاءاللہ راکه دریں حالت ہم تصرف دردنیاداده واستغراق آنہابه جہت کمال وسعت وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خودازآنہامی طلبندومی یابند

عام لوگ تو مرنے کے بعد لذت یا تکلیف پاتے ہیں لیکن خاص اولیاء اللہ کا تصرف واختیار دنیامیں اورزیادہ ہو جاتا ہے اور حاجت مند لوگ ان فوت شدگان سے اپنی حاجتیں اور مشکلیں حل کراتے ہیں اور مرادیں قبروالوں سے پالیتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳

ابھی تک تو قرآن کریم اور مفسرین ومحدثین کے اقوال اور لغت وعقل کے قواعد سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خود صاحب قبر سے مانگنا بھی جائز ہے چہ جائے کہ ان کا وسیلہ کرکے رب تعالی سے مانگے مگر کچھ لوگ تو وسیلہ کے بھی منکر ہیں حالانکہ رب کریم قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

و ابتغواالیه الوسیلة اے مسلمانوں اللہ تعالی کے قرب اور بخشش کیلئے کسی وسیلے کی تلاش کرو۔

یعنی بے وسیلہ کوئی بات قبول نہ ہوگی نہ دعا نہ نماز نہ حج نہ روزہ نہ زکوۃ اس آیت نے کس طرح وضاحت سے ثابت کر دیا کہ اللہ کا ولی حیات ظاہری میں ہو یا حیات ابدی کے ساتھ قبر میں اس کے وسیلے سے ہی دعا وغیرہ قبول ہوتی ہے مسجدوں کی عزت وحرمت سے کون مسلمان منکر ہے لیکن بے وسیلہ مسجد میں جانا بھی بے کار ہے حقیقت مسجد تو بس اتنی ہے کہ ماوشما کے پیسے سے ایک گھر بن گیا اور اپنی رقومات کو ہر شخص بخوبی جانتا ہے اگر طیب ہے تو مسجد طیب ومقام رحم وکرم اگر مال خبیث سے تعمیر مسجد ہوئی تو مسجد ضرار کا حکم اور بجائے قبولیت کے مقام غضب وعذاب لہٰذا مسجد میں حتمی قبولیت کا کسی کو یقین نہیں ہو سکتا ہر مسجد کو بھی نسبت کی حاجت۔ صحیح مسجد بھی تو اللہ کی کچہری ہے وہاں تو عدل وانصاف کی میزان ہے جیسا برتن ویسا ہی بھیک ملے گا اور جس کے پاس وسیلے کا برتن نہ ہوگا وہ خائب وخاسر ومحروم ہی لوٹے گا مگر رحم وکرم اور غفاری ذی الجلال کے اسٹیشن تو اہل اللہ کے آستانے ہی ہیں یہاں بے برتن والے کو نگاہوں سے بھی پلا دیا جاتا ہے اسی لیے رب کریم نے فرمایا:

ولوانہم اذظلمواانفسہم جاءوک

اے پیارے حبیب کریم جب یہ ظالم گندے مندے لوگ آپ کے پاس آجائیں بخشش مانگتے (عاجزی کرتے جھک جھک ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے) قیامت تک تو وہیں رب العالمین کو شان رحیمی کریمی سے پالیں گے۔

دیکھو رب تعالی نے ایسے بے کس بے بس کو اپنی مسجد میں نہ بھیجا بلکہ فرمایا جاءوک اے نبی آپ کے پاس آجائیں اس لیے کہ بے یارومددگار جسے کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تمہیں یارومددگار بنایا جب نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے معطر ومزین ہو جاؤ تب مسجد میں جاؤ چنانچہ ارشاد ہے:

یابنی ادم خذوازینتکم عندکل مسجد[110]

اے انسانوں مسجدوں کے پاس زینت لے کر آؤ بغیر وسیلہ دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ سعدی جن کی ولایت کاملہ مخالفین کو بھی مسلم ہے دعا میں عرض گزار ہیں:

الہٰی بحق بنی فاطمه که بر قول ایماں کنم خاتمه

اے اللہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں امام حسن وحسین رضی اللہ وعنہما کے وسیلہ سے میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔

مزارات اولیاء اللہ تعالی کے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

دلیل نمبر ۴

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن فلسطین سے سفر کرکے امام اعظم کے مزار اقدس پر حاضری دیتے تھے چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے:

انه قال انی لاتبرک بابی حنیفة واجی ء الی قبره فاذاعرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسالت الله عندقبره فتقضی سریعا

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس آتا ہوں اور امام صاحب سے برکت حاصل کرتا ہوں پس جب کبھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو بھی امام اعظم کی قبر کے پاس آکر نفل پڑھتا اور اللہ سے دعامانگتاہوں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

بتایئے امام شافعی کو مسجد کا پتہ نہ تھا کیاان کے شہر میں کوئی مسجد نہ تھی پھر وہ اتنی دور کا سفر کیوں کرکے آئے؟ثابت ہوا کہ مزارات اولیاء اللہ کے پاس جاکر دعائیں مانگنا عبادت خدا ہے اور مقبول بارگاہ ہے اور یہ کہ قبر والے ولی اللہ حاجت مند کو برکت عطا کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵

بہجۃ الاسرار میں ہے:

ولقدرایت اربعة من المشائخ یتصرفون فی قبورہم کتصرف الاحیاء۔ الخ(111)

شیخ القدوہ ابو الحسن علی قرشی فرماتے ہیں میں نے چار ولیوں کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں ایسا ہی تصرف اور کام کررہے ہیں جیسے ظاہر اًزندہ لوگ۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ قبر والے مدد دے سکتے ہیں لہٰذا ان کا وسیلہ پکڑنا بالکل جائز ہے بلکہ قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے۔

عقیده استعانت واستمدادورکشف المحجوب(حواله اول)

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بایدکه بداں سفرمرادش یاحجی باشدیاغزوی یازیارت موضعی یاگرفتن فائده یی وطلب علمی یارویت شیخی از مشایخ وبزرگی والا مخطی باشددراں سفرووی راانددراں سفرازمرقعه یی وسجاده یی وعصایی ورکوه یی وکفشی یانعلینی چاره نباشدتابمرقعه عورت پوشد وبرسجاده نمازگزارد وبرکوه طہارت کندوبعصاآفتہاراازخوددفع کندو اندران اورامآرب دیگربودونعلین یاکفش اندرحال طہارت درپای کندتابسرسجاده آیدو اگرکسی آلت پیشترازایں دارد رحفظ سنت راچوں شانه وسوزن وناخن پیرای ومکحله رو اباشد(112)

سفر بامقصد ہونا چاہیے مثلاً حج بیت اللہ، جہاد، کسی مقدس مقام کی زیارت، فائدہ حاصل کرنے، علم طلب کرنے یا کسی نیک بزرگ کی زیارت کیلئے سفر اختیار کرے اگر یہ مقصد نہیں ہیں تو سفر بے فائدہ ہوگا۔اسے سفر میں خرقہ ، عصا، مصلیٰ،لوٹا، رسی اور جوتا یا چپل ضرور ساتھ رکھنے چاہئیں تاکہ خرقہ سے بدن ڈھانپے، مصلیٰ پر نماز پڑھے، لوٹے سے طہارت حاصل کرے، عصا سے نقصان والی چیزوں کو ہٹائے اس کے اور بھی فوائد ہیں جوتے سے وضو کے بعد طہارت کے ساتھ مصلیٰ تک پہنچ سکے اگر کوئی شخص اتباع سنت میں کچھ اور چیزیں ساتھ رکھے مثلاً کنگھی، ناخن تراش، سوئی اور سرمہ دانی تو جائز ہے۔

تنبیہ

کچھ حضرات مزارات اولیاءاور قبورانبیاء کی طرف سفر کوناجائز قرار دیتے ہیں اور دلیل حدیث لا تشدوا الرحال الاالی ثلاثۃ مساجد کو بناتے ہیں کہ حدیث میں فقط تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کی طرف سفر کرنے اجازت دی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نظریہ قرآن سے متضاد ہے کیونکہ قرآن سے حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کا سفر علم ثابت ہے قرآن سے سفر تجارت اور حدیث رسول سے ملک شام کے اسفار ثابت ہیں لہٰذا احادیث کا درست مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کی طرف سفر کرنا سب سے اعلیٰ سفر ہے ذکر شے سے کسی چیز کی نفی لازم نہیں آتی ورنہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے لازم آئے گا آپ کے سوا کوئی اللہ کا رسول نہیں ہے نیز طبرانی کی روایت اس کی تائید کرتی ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اذاتحیرتم فی الامورفاستعینو اباصحاب القبور[113]

جب تم مختلف کاموں میں حیران وپشیمان ہو جاؤ تو قبر والوں سے آکر مدد طلب کرو۔

نیز فرمان رسالت ہے:

کنت نہیتکم عن زیارۃ القبورفزوروہافانہاتذکرالاخرہ[114]

میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں تمہاری آخرت یاد دلائے گی۔

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خود قبوراولیاء سے استمداد اور مدد اور مرادیں مانگنے کے جواز کے قائل تھے چنانچہ آپ خود حضرت ابوالعباس القاسم بن مہدی السیاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وامروزگوراوبمروزیراست مردمان بحاجت خواستن آنجاشوندومہمات از آنجاطلبندومجرب است[115]

آج تک ان کی قبر مرو میں موجود ہے اور لوگ وہاں مرادیں مانگنے جاتے ہیں اور بڑی بڑی مہمات حل کرنے کیلئے ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کا تجربہ کامیاب رہتا ہے جسے اکثر آزمایا جاچکا ہے۔

اور خود حضرت شیخ علی ہجویری کا اسی مقصد کیلئے مزارات اولیاء پر جانا ثابت ہے چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:

مرا که علی بن عثمان الجلابی ام وفقنی الله وقتی و اقعه بی افتادوبسیار مجاہدت کردم امیدآنراکه و اقعه حل شود نشد وقتی پیش ازاں مراازان جنس و اقعه بی افتاده بودبگورشیخ ابویزیدرحمة الله علیه مجاورنشسته بودم تاحل شدایں بارنیزقصدآنجاکردم وسه ماه برسرتربت وی بودم ہرروزسه غسل می کردم اندرولایت کمش بدیہی رسیدیم که آنجاخانقاہی بودوجماعتی ازمتصوفه ومن مرقعه خشن داشتم بسنت وازآلت اہل رسم بامن ہیچ نبودبعجزعصاورکوه بچشم آں جماعت سخت حقیرنمودم وکس مر اندنست ایشان بحکم رسم میگفتندبایکدیگرکه ایں ازمانیست وراست چنان بودکه از ایشان نبودم امالابدبودآنشب اندر آنجابودن شب مر ابربامی نشاندند برزمین خشک وخودبربام بلندتربرشدندونانی سبزگشته پیشم نہادندبوی اباہایی که ایشان میخوردندوپوست آن برسرمن می انداختند بوجه طیبت حال خودواستخفاف ایشان بدل رومیخوردم ومیگفتم بارخدایااگرنه آنستی که جامه دوستان تودارندمن از ایشان نکشیدمی ہرچندکه طعن ایشان برمن زیادت میشد دلم اندرآن خوشتربمی گشت تابکشیدن آن بارو اقعه من حل شدو اندروقت بدانستم که مشائخ رحمہم الله جہال راازبرای چه اندرمیان خودراه داده اندوبار ایشان ازبرای چه میکشند[116]

مجھے (شیخ علی ہجویری) کو بھی ایک دفعہ ایک واقعہ پیش آیا میں نے اس امید پر کہ واقعہ حل ہو جائے بہت مجاہدہ کیا لیکن حل نہ ہوا اس سے پہلے بھی مجھے ایک واقعہ پیش آچکا تھا میں نے اس دفعہ حضرت بایزید بسطامی کی قبر کی مجاورت کی تو وہ حل ہو گیا اس دفعہ بھی میں نے وہیں کا قصد کیا اور تین

بارآپ کی تربت پر مجاور بنا رہا لیکن واقعہ حل نہ ہوا میں ہر دن امید کشف میں تین بار غسل کرتا تیس بار وضو کرتا لیکن کوئی حل نہ نکلا آخر میں وہاں سے اٹھا اور خراسان جانے کا ارادہ کرلیا اس شہر میں ایک رات میں کش نامی گاؤں میں پہنچا جہاں ایک خانقاہ تھی جس میں کچھ صوفیہ ٹھہرے ہوئے تھے میرے پاس ایک ٹاٹ کا کرتا تھا میں بہت تھکا ماندہ تھا میرے پاس اہل رسم کی کوئی چیز نہ تھی صرف عصا تھا یا چمڑے کا لوٹا میں صوفیوں کی نظر میں بہت حقیر تھا کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا۔ وہ رسمی طور پر ایک دوسرے سے کہتے یہ ہم میں سے نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا ٹھیک بھی تھا کہ میں ان میں سے نہیں تھا لیکن اس رات اس جگہ رہنا از حد ضروری تھا انہوں نے مجھے ایک بالا خانے پر بٹھا دیا اور خود مجھ سے اونچے بالا خانے پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک باسی روٹی جو خشکی کی وجہ سے سبز ہو گئی تھی میری طرف پھینکی میں اس چیز کی بو سونگھ رہا تھا جو وہ کھا رہے تھے اور میرے متعلق بڑے طنز سے باتیں کر رہے تھے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو بالا خانے سے خربوزے کھا کر ان کے چھلکے مجھ پر پھینکنے لگے اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ان کی نظروں میں بہت حقیر تھا میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا بار الٰہی اگر یہ لوگ وہ ہیں جو تیرے دوستوں کے لباس میں ہیں تو تو نے مجھے ان سے الگ کیوں کیا غرضیکہ جس قدر ان کا طعن مجھ پر زیادہ ہوتا جاتا میرا دل اس سے زیادہ سے زیادہ خوش و شادمان ہوتا رہا یہاں تک کہ اس بار کشی سے میرا واقعہ حل ہو گیا میں نے اس وقت سمجھ لیا کہ مشائخ نے ان جاہلوں کو اپنے اندر کیوں راہ دی ہوئی ہے اور ان کا بوجھ کس لیے اٹھائے ہوئے ہیں۔

کشف المحجوب سے مزارات اولیاء پر چادر پوشی اور مزار کی مجاورت کا ثبوت

شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

وقتی بمہنه برسرتربت شیخ ابوسعید رحمة الله علیه نشته بودم تنہابرحکم عادت کبوتری دیدم سپید که بیامد ودرزیرفوطه شدکه برگوروی انداخته بودندگفتم مگرازکسی جسته است وچون برخاستم ونگاه کردم درزیرفوطه ہیچ چیزنبودودیگرروزوسه دیگرروزبدیدم و اندرتعجب آن فروماندم تاشبی ابوسعید رابخواب دیدم وآن و اقعه ازوی پرسیدم گفت آن کبوتر صفامعاملت من است که ہرروزاندرگودبمنادمت من می آید(117)

حضرت ابوسعید ابوالخیر کے مزار پر شیخ علی ہجویری متعدد بار حاضر ہوتے رہے ایسی ہی ایک حاضری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں معمول کے مطابق حضرت ابو سعید کے مزار پر تنہا بیٹھا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک سفید کبوتر آ کر ان کے مزار کے غلاف میں چھپ گیا ہے میں نے سوچا اور کسی کا پالتو کبوتر ہے اور نکل بھاگا ہے میں نے اٹھ کر تلاش کرنا چاہا تو غلاف کے نیچے کچھ بھی نہیں تھا دوسرے اور تیسرے دن بھی بالکل ایسا ہی ہوا میں یہ سب دیکھ کر حیران رہ گیا ایک رات مجھے خواب میں صاحب مزار کی زیارت ہوئی اور میں نے ان سے اس معاملے کے بارے میں استفسار کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ سفید کبوتر میرے نیک اعمال ہیں جو ہر روز میری قبر میں میرا دل بہلانے آتے ہیں۔

ان معروضات سے اخذ شدہ سات نکات اور مزارات اولیاء کی حاضری کے فوائد

۱۔ حضرت شیخ علی ہجویری کے نزدیک حصول برکت وفیضان اور باطنی کشائش کیلئے مزارات صالحین کی زیارت اور وہاں قیام جائز، مفید اور ضروری ہے۔

۲۔ مزارات صالحین پر قیام کے دوران آداب زیارت ملحوظ رکھنا، طہارت کا خصوصی اہتمام کرنا، مراقب رہنا، اکیلے بیٹھنا، خاموشی کا التزام کرنا وغیرہ جیسے امور مستحسن ہیں اور ان کا لحاظ کرنے سے حصول مراد میں آسانی ہوتی ہے۔

۳۔ صالحین کے مزارات کی زیارت سے بہت سے روحانی عقدے حل ہوسکتے ہیں اور طالب صادق کی استعداد کے مطابق اس کی تسکین خاطر کے کئی پہلو نکلتے ہیں۔

۴۔ صاحبان مزار، بہ لطف ایزدی، اپنے ہاں حاضری دینے والوں کی ظاہری وباطنی معاملات سے بہ خوبی آگاہ ہوتے ہیں اور انہیں فیوض وبرکات سے بے بہرہ نہیں رکھتے۔

۵۔ مزارات مشائخ پر سالکوں کی لطیف روحانی حسیں بیدار تر اور زیادہ فعال ہو جاتی ہیں، کشف والہام، رؤیائے صالحی اور بشارات کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اطمینان قلب کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔

۶۔ صالحین کے خوابوں کی بھی غیر معمولی اہمیت ہوتی ہے صاحبان باطن کے خواب سچے ہوتے ہیں اور ان میں رہنمائی کے کئے اشارے پنہاں ہوتے ہیں سالکوں کو مشائخ کرام کے خوابوں کا بھی خصوصی مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنے روحانی سفر میں ان سے روشنی حاصل کرتے رہنا چاہیے۔

۷۔ صالحین کے مزارات کی حاضری دیتے ہوئے واضح اور پختہ نیت کا ہونا افادہ وبرکت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۴: عرس

اہلسنت کے نزدیک عرس جائز ومباح ہے اور احیاء اموات کیلئے فائدہ مند ہے اور اس کی اصل قرآن حدیث سے ثابت ہے حضرت شیخ علی ہجویری کا عرس مقدس ہر سال ماہ صفر کی ۱۸،۱۹،۲۰ تاریخ کو محکمہ او قاف کے زیر اہتمام خوب تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔

دلائل از آیات

۱۔وسلام علیه یوم ولدویوم یموت ویوم یبعث حیا(118)

اور سلامتی ہے یحیٰ پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

۲۔والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا(119)

عیسیٰ نے کہا اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں وقت وفات کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم وفات کی سلامتی حضرات انبیاء واولیاء کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یوم وفات کی یادگار کا نام عرس ہے تو عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہو گئی اسی طرح حدیث سے ثابت ہے۔

دلائل از احادیث

۱۔ان النبی ﷺ کان یاتی قبورالشہداءباحدعلی راس کل حول(120)

بے شک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال کے کنارے پر تشریف لایا کرتے تھے۔

۲۔کان النبی ﷺ یزورالشہداءباحدفی کل حول واذابلغ الشعیب رفع صوته فیقول سلام علیکم بماصبرتم فنعم فقبی الدارثم ابوبکررضی الله عنه کل حول یفعل مثل ذلک ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان رضی الله عنہماوکانت فاطمة تاتیہم وتدعو(121)

نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد کی قبور کیلئے ہر سال تشریف لاتے اور جب گھاٹی کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے السلام علیکم (الی اخرہ) میں تم پر سلامتی ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہی حالت تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان غنی اور حضرت فاطمہ آتیں اور دعا کر تیں۔ رضی اللہ عنہم

دلائل از اقوال سلف وخلف

ا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ماثبت بالسنہ میں فرمایا:

ذکربعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلواالی جناب العزة وخطائرالقدس یرجی فیه من الخیر البرکة والنورانیة اکثرواوفومن سائرالایام ۔و انماہومن مستحنات المتاخرین[122]

اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں یہ جناب الٰہی میں پہنچے اس میں خیر وبرکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔

۲۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

حضرت امیروذریت طاہرہ اوراتمام امت برمثال پیراں ومرشداں پرمستند وامورتکونیه را بابالیشاں و ابسته می و انندوفاتحه ودرودوصدقات ونذرونیازومنت بنام ایشاں رائج ومعمول گردیده چنانچه جمیع اولیاءالله ہمیں معامله است زمام شیخین رادریں مقدمات کسی برزبان نمی آوردفاتحه ودرودونذرومنت وعرس ومجلس شریک نمی کنند[123]

حضرت علی اور ان کی اولاد طاہرہ کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ ودرود اور صدقات اور نذر نیاز اور منت ان کی رائج و معمول ہے جیسا کہ تمام اولیاء سے یہی معاملہ ہے اور شیخین کا ان میں کوئی زبان پر نام بھی نہیں اور عرس و مجلس میں شریک نہیں کرتا۔

۳۔ مولوی اسمعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

پس درخوبی ایں قدرامرازامورمرسومه فاتحه واعراس ونذرونیازواموات شک وشبه نیست[124]

پس ان امور فاتحہ، عرس، نذر ونیاز کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔

عرس کے جواز واباحت کا ثبوت چند دلائل کی روشنی میں

یاد رہے کہ فرائض وواجبات بعض مقید بوقت ہیں جیسے نماز خمسہ وروزہ رمضان و قربانی ومناسک حج اور بعض غیر موقت ہیں جیسے صدقہ فطر عشر وخراج وغیرہ اور باقی رہی نفلی عبادت سو اس میں من جانب شرع کوئی قید نہیں نفلی عبادت کرنے والا مختار ہے جب چاہے کرے خواہ کسی وقت کو خاص کر کے کرے یا جب چاہے کرے خواہ کسی مصلحت سے ماہ اور دن مقرر کر کے کرے شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے اور وہ منجاب اللہ مالک و مختار ہے بلکہ بفحوائے خیر الاعمال اوومہا جس عبادت نفلی پر مداومت کرے اس کو ہمیشہ نبھائے تو زیادہ مستحق اجر ہے پس یہ لحاظ رہے کہ جس عبادت کو خدا تعالی نے فرض واجب نہیں گردانا اس کو اپنی طرف سے فرض وواجب اعتقاد نہ کرے نفل کو نفل کا اعتقاد کرتے ہوئے اس پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا مستحسن ہے جیسے برزگان دین کے عرس تاریخ مقررہ پر کرتے ہیں تیجہ چالیسواں ختم خواجگان اور گیارہویں وغیرہ معمولات مشائخ کرام لیکن اس تعین تاریخ کو اعتقاداً فرض واجب نہیں سمجھا جاتا لہٰذا اس میں کوئی قباحت شرعی نہیں اور حدیث شریف میں نفلی عبادات کے از خود اختیار کر لینے اور اس کے جواز و تعیین کی متعدد حوالہ جات موجود ہیں مثلاً

پہلا حوالہ (بخاری شریف)

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت بلال نے از خود بلا ارشاد نبوی ﷺ تحیۃ الوضو کے نوافل پڑھنے کی عادت اپنا رکھی تھی جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے جنت میں اپنے آگے ان کی جوتیوں کی آواز سنی اور دریافت فرمایا کہ تم کیاعبادت کرتے ہو جس کی وجہ سے تمہیں اتنی شان عطا ہوئی ان کے نوافل کو جائز اور برقرار رکھا۔[125]

دوسرا حوالہ (بخاری شریف)

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے نماز پڑھنے کے وقت ہر سورۃ کے ساتھ قل شریف ملانے کی عادت اختیار کی تھی جب ان کا یہ حال نبی کریم ﷺ کی خدمت فیض درجت میں عرض کیا گیا تو آپ نے صحابی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا اس سورۃ سے بوجہ توحید الٰہی مجھے بہت محبت ہے یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حبک ایاہاادخلک الجنة[126] توحید الٰہی سے تیری یہ محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

تیسرا حوالہ (ابوداؤد شریف)

ابوداؤد شریف میں ہے کہ اذان فجر سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے چند کلمات سیکھے بغیر خود بخود یہ دعا پڑھنے کی عادت بنا رکھی تھی:

اللہم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموادینک[127]

اے اللہ بے شک میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے قریش کے خلاف دین پر قائم رہنے کیلئے مدد طلب کرتا ہوں۔

کیا عرس فرض واجب ہے یا نہیں؟

ہمارے اہلسنت کے نزدیک عرس نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ جائز اور مباح کام ہے اور اس کو پابندی سے کرنا مستحسن عمل ہے چنانچہ ہمارے اکابرین کا یہی طریقہ ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہمیشہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ کا عرس مبارک کیا کرتے تھے جب ان پر مولوی عبدالحکیم نے اعتراض کیا کہ تم نے اس کو فرض سمجھ لیا سال بسال کرتے ہو تو اس کا جواب جو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا وہ زبدۃ النصائح میں مرقوم ہے:

ایں طعن مبنی است برجہل احوال مطعون علیہ زیراکہ غیرازفرائض شرعیہ مقرررا ہیچ کس فرض نمیداند آرے زیارت قبوروتبرک بقبور صالحین وتلاوت قرآن ودعائے خیروتقسیم طعام وشیرینی امرمستحسن وخوب است بہ اجماع علماء وتعیین روزعروس برائے آنست کہ آں روزمذکر انتقال ایشاں باشد ازدارالعمل بدارالثواب والاہرروزکہ ایں عمل و اقع شودموجب فلاح است وخلف رالازم است کہ سلف خودرابایں نوع براحسان نمایدچنانچہ درحدیث مذکوراست ولدصالح یدعولہ[128]

اس طعن کا سبب طعن والے کی میرے حال سے ناواقفی کا باعث ہے اس لیے کہ فرائض شرعیہ کے سوا کوئی شخص فرض نہیں جانتا البتہ زیارت قبور اور صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کرنا، تلاوت قرآن شریف اور دعائے خیر کرنی، شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور بہ اتفاق علماً جائز ہے اور عرس کا روز متعین کرنا اس لیے ہے کہ وہ دن ان کے روز وصال کیلئے یادگار ہو ورنہ اگر ہر روز بھی یہ کار خیر یعنی عرس مبارک

کیاجائے تو فلاح کا سبب ہے خلف یعنی بعد میں آنے والوں کیلئے لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ساتھ اس قسم کا احسان کرتے رہیں چنانچہ احادیث نبوی میں وارد ہے کہ نیک لڑکا اپنے والدین کیلئے دعائے خیر کرتا ہے۔

ان مختلف فیہ مسائل پر ہم نے اسلام کے ہر سہ دلائل قرآن وحدیث اور اجماع واقوال سلف وخلف سے کافی دلائل پیش کردیے جو ایک منصف مزاج وطالب تحقیق کیلئے بہت کافی ہے اگرچہ شرعاً مدعی جواز واباحت کیلئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ دلائل کا پیش کرنا جو عدم جواز یا مکروہ حرام کا مدعی ہو اس پر ہوتا ہے فقہ کی کتاب ردالمختار میں ہے:

لیس الاحتیاط فی الافتراءعلی اللہ تعالی باثبات الحرمة اوالکراہة الذین لابدلہمامن دلیل بل فی القول بالاباحة اللتی ہی الاصل(129)

وہ حرمت یا کراہت جن کیلئے دلیل ضروری ہے ان کے ثابت کرنے میں اللہ تعالی پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں بلکہ وہ اباحت جو اصل ہے اس کے قول میں احتیاط ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ دلیل کا مطالبہ اس پر ہے جو کسی چیز کو مکروہ یا حرام کہے اور جو جائز یا مباح کہتا ہے اس پر دلیل کا مطالبہ نہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

خلاصۃ التحقیق

یہ تحقیق حضرت شیخ علی ہجویری اور کشف المحجوب کے تعارف کے متعلق ہے حضرت شیخ علی ہجویری کا شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے حضرت علی بن عثمان بن علی بن عبدالرحمن بن شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن زید بن حضرت امام حسن بن امام الاولیاء شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ جس وقت غزنوی حکومت کا نصف دوم کے ساتھ انحطاط وزوال کا زمانہ تھا آپ اس وقت غزنہ کے دو محلے جلاب اور ہجویر میں تشریف لائے صحیح قول کے مطابق آپ چوتھی ہجری میں مودود، عبدالرشید اور خزاد بادشاہوں کی سلطنت کے دور میں تشریف لائے۔

آپ مذہباً حنفی، مشرباً جنیدی ہیں وطن اول افغانستان اور آپ کا وطن ثانی لاہور ہے ہندوستان میں آپ اپنے دو دوستوں حضرت شیخ ابوسعید اور شیخ خواجہ حماد سرخسی کے ہمراہ تشریف لائے آپ کی عائلی زندگی میں تزویج وتجرد میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن صحیح تحقیق کے مطابق آپ نے سنت نکاح کو زندہ کرنے کے بعد اہلیہ کے وفات پانے کی بنا پر دوسرے نکاح کے ارادہ کے باوجود آپ نے نکاح ترک فرما کر اپنی زندگی عبادت اور خدمت خلق کی اصلاح کیلئے وقف کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور میں آمد کے وقت آپ کے پیر بھائی میراں حسین زنجانی کا جنازہ تیار تھا لیکن صحیح تحقیق کے مطابق ایسا نہیں بلکہ میراں حسین کا سن وفات ۶۰۰ھ جبکہ آپ کا ۴۶۵ھ ہے لہٰذا آپ دونوں ہم عصر ہی نہ ہوئے مزید چند عوامی اغلاط واوہام کا تحقیق کے ساتھ ازالہ کیا گیا ہے یوں تو آپ کی مختلف کتب اختلاف روایت کے مطابق بتائی جاتی ہیں لیکن سب سے زیادہ مقبول بین الانام کشف المحجوب ہے جو فارسی زبان میں اول اعزاز تصوف ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف کے نظری و عملی اصولوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں ایک تحقیق کے مطابق ۲۸۴ سے زائد آیات قرآنیہ اور تقریباً ۱۷۲ احادیث، ۶۷ عربی اشعار، ایک فارسی شعر، ۴۰ ابواب وفصول، ۱۱ کشف الحجاب، ۲۲ جلیل القدر صحابہ کرام، ۴ ائمہ تابعین، ۱۰ ائمہ متاخرین اور دیگر مشائخ کے تذکروں، ادعیہ امثلہ اور ائمہ کرام کے اقوال وپند ونصائح کا حسین امتزاج ہے۔

یہ کتاب آپ کے دوست ابو سعید کے استدعا پر نام نہاد اور رسمی پیروں کے رد اور قرآن و سنت کے دفاع میں ۴۳۵ھ میں شروع ہوئی الحمدللہ سات سالوں میں ۴۴۲ھ کو مکمل ہوئی اگر چہ اس سے قبل امام مستملی بخاری ۴۳۴ھ امام ابو بکر محمد بن اسحاق، ابو نصر سراج، عبد الرحمن السلمی کی کتب بھی تصوف میں موجود تھیں لیکن سب عربی میں تھیں اس لیے آپ نے فارسی میں یہ پہلی تصوف کی کتاب بلکہ تصوف کا انسائیکلوپیڈیا تحریر کیا اس کتاب کو لکھتے وقت آپ نے تقریباً ۳۳ تینتیس کتب سے استفادہ کیا جن میں مشہور طبقات الصوفیہ، الرسالۃ القشیریہ، کتاب اللمع فی التصوف، کتاب السماع شامل ہیں۔

اس باب میں شیخ علی ہجویری کے آثار اور کشف المحجوب کے تعارف کے علاوہ عقائد ہجویریہ میں سے مشہور عقائد (عقیدہ توحید ورسالت، ترتیب خلفاء راشدین، عقیدہ علم غیب، عقیدہ تصرف اولیاء، استعانت واستمداد، عقیدہ توسل اور خود آپ کا ظاہری حیات طیبہ میں مختلف مزارات اولیاء پر جانا اور ان کو حل مشکلات کیلئے مجرب پانا بھی) بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اعراس کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی اور مسئلہ عرس کو قرآن و سنت اور اقوال سلف و خلف کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔

نتیجہ تحقیق

اس تحقیقی مطالعے کے نتیجے میں یہ امر واضح طور پر سامنے آیا کہ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک جلیل القدر صوفی بزرگ تھے بلکہ ایک باقاعدہ عقائدی مفکر اور علمِ کلام کے فہم رکھنے والے عالم بھی تھے۔ ان کی تصنیف کشف المحجوب اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ صوفیاء نے نہ صرف تزکیۂ نفس اور روحانیت کی راہ نمائی کی، بلکہ اسلامی عقائد کی تفہیم و توضیح میں بھی مؤثر کردار ادا کیا۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے توحید، رسالت، صفاتِ الٰہیہ، آخرت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ولایت اور دیگر عقائدِ اسلام کو نہایت اعتدال، استدلال اور روحانی گہرائی کے ساتھ بیان کیا۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اعتقادی موقف اہل سنت و جماعت کے عقائد سے ہم آہنگ تھا، اور انہوں نے انحرافی افکار جیسے تجسیم، حلول، اتحاد اور فلسفیانہ غلو کی صراحت کے ساتھ تردید کی۔ ان کا اندازِ بیان اس بات کا غماز ہے کہ وہ علمِ کلام اور تصوف کے درمیان ایک ایسا متوازن رشتہ قائم کرنے میں کامیاب ہوئے جو عقل و نقل، دل و دماغ، شریعت و طریقت کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کو بھی اجاگر کرتی ہے کہ موجودہ دور کے فکری انحرافات، عقائدی تشکیک، اور روحانی خلا کے علاج کے لیے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسے صوفی مفکرین کی فکر کو از سرِ نو سامنے لانا اور سمجھنا از حد ضروری ہے۔ ان کے اعتقادی افکار نہ صرف مذہبی ہم آہنگی اور فکری اعتدال کا ذریعہ ہیں بلکہ عصرِ حاضر کے لیے ایک جامع نظریاتی و روحانی فریم ورک بھی فراہم کرتے ہیں۔ آخر میں، یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ حضرت علی ہجویریؒ کی فکر کو محض ایک روحانی روایت تک محدود کرنا ان کے علمی و عقائدی ورثے کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ ان کی تصنیف کشف المحجوب نہ صرف تصوف کی ایک کلاسیکی دستاویز ہے بلکہ اسلامی عقائد کا ایک معتبر ماخذ بھی ہے، جو آج بھی فکری رہنمائی اور دینی بصیرت کا منبع بن سکتا ہے۔

References / حوالہ جات

1۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۰۴

2۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۲۵۹

3۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۳۵

4۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۵۷

5۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۵۸

6۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۵۸

7۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۵۸

8۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص :۶۹

9۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۵۹

10۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۷۲

11۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۶۹

12۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۶۹

13۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۳۲

14۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۶۹

15۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۴۰۹،۴۰۸

16۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۷۲

17۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۶۳

18۔ قادری، ابوالحسنات سید محمد احمد، (۲۰۱۲ء)کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب(مترجم)،لاہور، محکمہ اوقاف پنجاب، ص۱۸۶

19۔ جالندھری، ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر، (۱۹۶۲ء)انوار القلوب ترجمہ کشف المحجوب(مترجم)،لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص۷۹

20۔ نیروی، محمد الطاف، (۲۰۱۵ء) ترجمہ کشف المحجوب،لاہور،ناشر خود،، ص۲۵۰

21۔ سیال،واحد بخش، (۱۹۹۹ء)ترجمہ کشف المحجوب،لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ص۳۰۴

22۔ بشیر حسین ناظم، (۲۰۱۹ء)ارمغان موہوب ترجمہ کشف المحجوب،لاہور، کرمانوالہ بک شاپ، ص۱۱۶

23۔ نعیمی، غلام معین الدین، (۲۰۱۵ء)الطریق المحبوب ترجمہ کشف المحجوب،لاہور، پروگریسو بکس اردو بازار، ص۲۷۰

24۔ فیروزالدین، (۲۰۰۳ء)بیان المطلوب ترجمہ کشف المحجوب،لاہور، فیروز سنز، ص۷۹

25۔ القرآن، البقرہ:۲۳

26۔ القرآن، ال عمران:۲۸

27۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۶۳

28۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۷۶

29۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۲۴۲

30۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۴۹

31۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۵۸

32۔ صاوی، احمد، (۱۴۴۷ء) تفسیر صاوی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱/ ۱۰۷

33۔ السمہودی، نورالدین علی بن احمد، (۱۴۲۶ ء) وفاءالوفاء، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱/ ۸۴

34۔ السمہودی، نورالدین علی بن احمد، (۱۴۲۶ ء) وفاءالوفاء، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۲/ ۴۱۹

35۔ القرآن، المائدہ:۳۵

36۔ القرآن، البقرہ:۸۹

37۔ القرآن، النساء:۶۴

38۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، رقم الحدیث:۳۷۱۰

39۔ ترمذی، ابوعیسی محمد، (۲۰۰۰ء) سنن الترمذی، ریاض، مکتبۃ المعارف، رقم الحدیث: ۲۴۹۵

40۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ رقم الحدیث:۱۰۰۸

41۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ رقم الحدیث: ۱۰۱۹

42۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۲۱۶

43۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۹۸

44۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب،لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۵۰

45۔ زرقانی، محمد بن عبدالباقی، (۱۴۱۷ء) شرح علامہ زرقانی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱ / ۲۰۰

46۔ آلوسی، شہاب الدین سید محمود، (۱۴۰۶ء) تفسیر روح المعانی، ملتان، مکتبہ امدادیہ، ۳/ ۱۰۸

47۔ قاری، علی بن سلطان، (۱۴۳۷ء) شرح الشفاللقاضی عیاض، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱/ ۲۰۷

48۔ القران، ال عمران:۱۸۹

49۔ القران، الجن:۲۶،۲۷

50۔ القران، ہود:۴۹

51۔ االقران، التکویر:۲۴

52۔ القران، ال عمران:۴۴

53۔ القران، النساء:۱۱۳

54۔ القران، النحل:۸۹

55۔ القران، الرحمن:۱،۲

56۔ القران، النجم:۱۰

57۔ القران، البقرہ:۱۴۳

58۔ القران، الانعام:۸۹

59۔ القران، الانعام:۳۸

60۔ القران، یسین:۱۲

61۔ القران، القمر:۵۳

62۔ القران، النمل:۷۵

63۔ القران، الانعام:۷۶

64۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ رقم الحدیث: ۳۱۹۲

65۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ رقم الحدیث: ۷۲۹۴

66۔ ترمذی، ابو عیسی محمد، (۲۰۰۰ء) سنن الترمذی، ریاض، مکتبۃ المعارف، رقم:۲۱۷۶

67۔ الخازن، علاؤالدین علی، (۱۴۱۵ء) تفسیر خازن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۲/۲۷۶

68۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۱۱۸

69۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص۱۴۹

70۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۰۰

71۔ علی بن سلطان، (۱۴۳۷ء) شرح الشفا للقاضی عیاض، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱/۲۱۸

72۔ دھلوی، عبدالحق، (۱۴۱۹ء) مدارج النبوۃ، لاہور، مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱/۱۳۹

73۔ الہیثمی، احمد بن محمد بن علی، (۱۴۳۹ء) فتاویٰ حدیثیہ، لاہور، مکتبہ اعلی حضرت، ص ۲۲۱

74۔ صاوی، احمد، (۱۴۴۷ء) تفسیر صاوی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱/۱۸۵

75۔ القران، الکہف:۸۴

76۔ القران، الانبیاء:۷۹

77۔ القران، السباء:۱۰

78۔ القران، المائدۃ: ۱۱۰

79۔ القران، الانبیاء:۸۱

80۔ القران، ص ۳۵-۳۸

81۔ القران، سجدہ:۱۱

82۔ القران، النازعات:۵

83۔ القران، التوبہ: ۷۴

84۔ القران، الاحزاب: ۳۷

85۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۹۳۸ء) صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، رقم الحدیث: ۳۷۲۷

86۔ احمد بن حنبل، (۱۴۳۷ء) مسند امام احمد بن حنبل، قاہرہ، دار ابن جوزی، مرویات معاذ بن انس، ۳/۳۲۸

87۔ البانی، محمد ناصر الدین، (۲۰۰۹ء) سلسلہ احادیث صحیحہ، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، رقم الحدیث: ۲۸۵۳

88۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۳۷۷ء) لتاریخ الکبیر للبخاری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث: ۶/۴۲۶

89۔ البانی، محمد ناصر الدین، (۲۰۰۹ء) سلسلہ احادیث صحیحہ، لاہور، مکتبہ قدوسیہ رقم الحدیث: ۵/۶۳۴

90۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۱۵۲

91۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۸۱

92۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۱۸۲

93۔ الشامی، ابن عابدین، (۱۳۸۶ء) رد المختار، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۳/۳۳۴

94۔ الشامی، ابن عابدین، (۱۳۸۶ء) رد المختار، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱/۴۲

95۔ السمہودی، نور الدین علی بن احمد، (۱۴۲۶ء) وفاء الوفاء، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ص ۴۲۱

96۔ دھلوی، عبد العزیز، (۱۴۴۳ء) بستان المحدثین، انڈیا، مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، ص ۱۳۵

97۔ القران، البقرہ: ۴۵

98۔ القران، المائدہ: ۲

99۔ القران، الجمعہ: ۱۴

100۔ القران، البقرہ: ۲۶۰

101۔ القران، الکہف: ۹۵

102۔ سیوطی، جلال الدین، (۱۴۱۱ء) جامع الصغیر، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ص ۳۳

103۔ سیوطی، جلال الدین، (۱۴۱۱ء) جامع الصغیر، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱/۱۰۲

104۔ سیوطی، جلال الدین، (۱۴۱۱ء) جامع الصغیر، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱/۱۰۲

105۔ القران، الممتحنہ: ۱۳

106۔ البیضاوی، ناصر الدین عبد اللہ بن عمر، (۱۴۰۸ء) تفسیر بیضاوی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ص ۲۲۷

107۔ دمشقی، عماد الدین، (۱۴۲۵ء) تفسیر ابن کثیر، لاہور، زیر آیت کمائیس الکفار، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص ۵۵۱

108۔ حقی، محمد اسماعیل، (۲۰۱۸ء) تفسیر روح البیان، کوئٹہ، المکتبۃ الغفاریہ، ۹/۵۷۵

109۔صدیقی، محمد طاہر، (۱۳۸۷ء) مجمع بحارالانوار، حیدر آباد، دکن، مجلس دائرۃ المعارف، ص ۳۰۷

110۔القران، الاعراف:۳۱

111۔الشطنوفی، ابوالحسن، (۲۰۱۸ء) بہجۃ الاسرار، بمبئ، رضا اکیڈمی، ص ۲۵۳

112۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۳۰۱

113۔ خفاجی، شہاب الدین، (۲۰۱۹ء) حاشیۃ الشہاب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۹/۳۹۹

114۔ ترمذی، ابوعیسی محمد، (۲۰۰۰ء) سنن الترمذی، ریاض، مکتبۃ المعارف، رقم الحدیث:۱۰۵۴

115۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۱۴۳

116۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۵۵

117۔ ہجویری، علی بن عثمان، (۲۰۱۸ء) کشف المحجوب، لاہور، مکتبہ النوریہ الرضویہ، ص ۲۱۱

118۔القران، مریم:۱۵

119۔القران، مریم:۳۳

120۔ عینی، بدرالدین محمود، (۱۴۲۱ء) عمدۃ القاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۸/۷۰

121۔السیوطی، امام جلال الدین، (۱۴۰۵ء) شرح الصدور، القاہرہ، مکتبۃ المدنی، ص ۸۷

122۔ دھلوی، عبدالحق، (۱۴۴۰ء) ماثبت بالسنہ، لاہور، فرید بک سٹال، ص ۱۷۴

123۔ دھلوی، شاہ عبدالعزیز، (۱۴۰۲ء) تحفہ اثنا عشریہ، کراچی، دارالاشاعت، ص ۱۲۸

124۔ دھلوی، مولوی اسماعیل، (۱۸۲۲ء) صراط مستقیم، انڈیا، دارالکتاب دیوبند، ص ۵۵

125۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۳۷۷ء) التاریخ الکبیر للبخاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، رقم الحدیث :۱۶۸۲

126۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۳۷۷ء) التاریخ الکبیر للبخاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، رقم الحدیث : ۱۵۵

127۔ انبیٹھوی، خلیل احمد، (۱۴۲۷ء) بذل المجہود شرح سنن ابوداؤد، الھند، مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی، ۱/۲۹۸

128۔ عسقلانی، ابن حجر، (۱۴۴۵ء) زبدۃ النصائح فی فضائل الذبح، دہلی، مکتبہ انصاری، ص ۱۱

129۔الشامی، ابن عابدین، (۱۳۸۶ء) ردالمحتار، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۵/۳۰۵